قصہ

# گل و صنوبر منظوم

الموسومہ بہ

# مثنوی گل و صنوبر

مصنفہ

ناظم عدیم المثال شاعر شیرین مقال جناب مرزا خدا داد بیگ صاحب

مددگار عدالت ضلع کریم نگر دام اقبالہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد

میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حمد خدای معبود و نعت احمد محمود

دل مائل حمد ربنا ہے
[illegible] مجلد [illegible] بنا ہے

پانچ انگلیون مین قلم جو خم ہے
یہ عقد انامل قلم ہے

باغ وحدت کا کلک گلچین
یون لکھتا ہی حمد کے مضامین

اللہ کا نام اسم اعظم
عنوان صحیفۂ دو عالم

کونین کا یہ طلسم نادر
سبحانک خالق النوادر

اللہ اللہ بحمد سبحان
ہر ذرۂ ریگ سبحہ گردان

[illegible] حمد خوان ہے
ہر برگ گیاہ تر زبان ہے

[illegible]
[illegible]

کس جوش و خروش سے ہے جاری
بلبل کی زبان پہ حمد باری

غنچہ کی براے حق ستائی
کرتی ہے صبا دہن کشائی

سوسن کی زبان ہے صرفِ توحید
نرگس ہوئی محو حیرت دید

شاداب و شگفتہ ہر گلِ تر
ہے بادۂ معرفت کا ساغر

سجدے میں جھکی ہوئی ہے ہر شاخ
حمدِ باری سے شاخ در شاخ

پھل نخل کا صورت ثمر ہے
توحیدِ خدا کا یہہ ثمر ہے

ہے پنجۂ مریم یگانہ
معروفِ نمازِ پنجگانہ

تحریر ہے بعد حمد بیحد
اوراق چمن پہ نعتِ احمد

جب نامِ نبی زبان پر آیا
خامہ نے ادب سے سر جھکایا

تھی شانہ پہ خاتمِ نبوّت
تھے یعنی کہ خاتمِ نبوّت

دل شاغلِ نعت سروری ہے
یا شیشے میں بولتی پری ہے

یادِ کاکل میں سنبلِ تر
واللیل کو کر رہا ہے ازبر

شبّو محوِ بیاضِ گردن
والفجر کی جپ رہی ہے سمرن

بلبل بہو اے یادِ رخسار
والشمس کی کر رہا ہے تکرار

ہر برگ درود پڑھ رہا ہے
جو نخل ہے وجد میں کھڑا ہے

پیدا یہہ حواس سے سخن ہے
انسان مطیعِ پنجتن ہے

چاروں عنصر سے جملہ انسان
چاروں یاروں کے ہیں ثناخوان

اللہ نے ظرف کے فراخور
ہر شئے کو دیا ہے ایک جوہر

پتھر کو شرر گلوں کو آہنگ
بلبل کو ترانہ لعل کو رنگ

غنچہ کو دہن تو پھول کو خد
سوسن کو زبان تو سرو کو قد

آنکھیں نرگس کو شمس کو نور
دنیا کو صنم بہشت کو حور

شبنم کو ملی سرشک باری
عاشق کو ملی جگر فگاری

پائی ہے گلوں نے رنگ ریزی
خامہ کو ملی شگوفہ ریزی

گنجینۂ غم کیا دلِ زار
انسان کا کیا بتوں کو دلدار

اِن ماہ رخوں کو وہ دیا نور
سب رشک پری ہیں غیرتِ حور

کیونکر نہ ہوں محو خود پرستی
پائی ہے جہاں پہ چیرہ دستی

اللہ نہ اِن کے پالے ڈالے
کعبہ سے یہ جب گئے نکالے

شبنوں سے لیا دل بشر کو
خالی نہ کیا خدا کے گھر کو

## غزل

حمد حق میں ترانہ زن ہے
اعجاز بیان مرا دہن ہے

جبریلِ امین کا ہم سخن ہے
خامہ مرا سیر ذو المنن ہے

اللہ ری قلم کی ارجمندی
مداحِ خدا و پنج تن ہے

خامہ جو دکھا رہا ہے شوخی
یہ طبع کا اپنی بانکپن ہے

دل عشق رسول کا ہے کشتہ
زیبا اسے نور کا کفن ہے

کس سمت کروں داغِ دل مقابل
مجنوں ہی رہا نہ کوہ کن ہے

دامن ہو گل مراد سے پُر
امید طفیل پنجتن ہے

ہے دیر و حرم میں ایک جلوہ
مرزا انہیں شیخ برہمن ہے

## مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یارب قلم ہری ہری ہو — پھولے پھلے اور ہری بھری ہو

بھولے نہ خزان دوچار ہو جائے — یہہ شاخ سدا بہار ہو جائے

پانچ انگلیان سب چراغ ہو جائین — یا گوہر شب چراغ ہو جائین

تا لو مین زبان ہو شمع فانوس — ہو جنبش خامہ رقص طاؤس

ابر رحمت سے دھو الٰہی — منہ سے خامہ کے روسیاہی

جائے نہ بہ طرز بیوفائی — آنکھون سے قلم کی روشنائی

شق ہو مثل ثمر نہ سینہ — یہہ گنج سخن نہ ہو دفینہ

ضایع نہ ہو فکر کی رسائی — حاتم کی بنے سخن کمائی

قط زن پہ نہ ہو یہہ ریزہ ریزہ — بڑھ بڑھ کے مرا قلم ہو نیزہ

ہان رایت خامہ اب علم ہو — سیف دو زبان مرا قلم ہو

بحر اعظم کی ہو روانی — شاخ گل کی ہو گلفشانی

رونق ہو خدا مرے سخن کی — خامہ کی روش روش چمن کی

کلک دو زبان جو تر زبان ہو — خاموش ہزار داستان ہو

اظہار قلم کا معجزا ہو — صفحون پہ چمن کھلا ہوا ہو

تقریر مین سحر جلوہ گر ہو — تحریر مین سامری اثر ہو

ہر حرف کمند گیسوی یار — ہر دایرہ ہو بتون کی زنار

ہر لفظ گل دہان خوبان — معنی لطیف جان خوبان

ہر سطر ہو غیرت صنوبر — ہم شکل قد حسین دلبر

ہر صفحہ بیاض گردن یار — ہر مد مد ابروان خمدار

تشدید ہو پیش طاق ابرو — ہون زیر و زبر حسد سے گل رو

ہر نقطہ مین جلوہ پری کا ہو — مرکز مین طریق رہبری کا ہو

ہر ایک کشش ہو دل کی — ہر شان ہو شان دلبری کی

ہر صفحہ ہو آسمان ہفتم — نقطون کے بکھر رہے ہون انجم

ہر لفظ ہو آفتاب روشن — حسن جدول ہو پرتو افگن

ہر حرف ہو ماہتاب تابان — ہر دایرہ ہالہ زر افشان

مسطر الفت جنان کا ہو — جو سطر ہو سطر کہکشان ہو

پارینہ فسانہ صنوبر — تازہ کن جان ہو روح پرور

شیرین تکرار داستان ہو — یہہ قند مکرر ارمغان ہو

ہر چند ہے کہہ گیا سخنور — اس قند کو مین کرون مکرر

اس سخت کمان کو خم کرون مین — اس تیغ کو آب و دم کرون مین

اس پھول کا عطر کھینچ ڈالون — اس عطر کی روح مین نکالون

کھینچون اُتری ہوی کمان کو — دون زور قلم دکھا جہان کو

گو بحر سخن سدا ہے باقی — دریا نہین کار بند ساقی

پر شرط ہے ایسا اک بلا نوش — پی جائے جو صاف دُرد و سرجوش

یہہ ظرف نہین ہر اک بشر کا — جس کو نہ ہو خوف ماکدر کا

کوئی نہ حریف اس کا آیا — پایا نہین یہہ ہر اک نے پایا

ہر مرد نہین ہوا تہمتن — ہر فرد نہین ہوا صف افگن

ذرّہ نہ ہو آفتاب تابان — ممکن نہین مور ہو سلیمان

ہر پر نہ کبھی پر ہما ہو — ہر جام کہاں جہاں نما ہو

ہر قطرہ نہ ہو یہاں شناور — پانچ انگلیاں کب ہوئین برابر

درکار ہے اسکو ظرفِ عالی — اک دم مین کرے جو جیب خالی

دریا بھی چڑھا کے ہو نہ سیراب — تشنہ جگری سے دل ہو سیماب

ساقی ساقی کہے وہ بیتاب — ایسا ہی اک اور جرعۂ آب

دم شعلہ ور و شرر فشان ہو — مہتاب نظر ہو جان کتان ہو

وہ مین ہون یگانۂ زمانہ — لکھتا ہون یہہ پُر فسون فسانہ

باندہی ہے عجب ہوائے مضمون — شوخی ہے نزاکتونپہ مفتون

طُرفہ ہے کنایہ و اشارہ — ہے دامنِ باغبان نظارہ

انداز نیا روش جُدا ہے — ہر لفظ مین شعر کا مزا ہے

یہہ تیزیان کیون کمیتِ خامہ — پہنا کیا برق کا ہے جامہ

دیکھین اندازِ خوش خرامی — آئین فردوسی و نظامی

انسان کی سرشت ہے خطا کی — بے عیب ہے ذات اک خدا کی

اُمیّد ہے نکتہ پرورون سے — باریک نظر سخنورون سے

ہر نقص کی ہو نہ موشگافی — ہر عیب ہو درخورِ معافی

ہو مہرِ سکوت لب خموشی — آنکھون سے کرین وہ چشم پوشی

## ستایش بادشاہِ فلک آستان اعلیحضرت قدر قدرت ظلِ سبحانی میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ

## نظام الملک آصفجاہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ فرمان فرمای حیدرآباد و وصف بلدۂ محبوب البلاد فرخندہ بنیاد حیدرآباد و تعریف خصوصیات شہری و توصیف عماید و ارکان ریاست ابد مدت

ہان ای مرے جان نثار خامہ — کیون پہنا ہے آج ادب کا جامہ

دربار یون کی بنی ہے صورت — درپیش کہو ہے کیا ضرورت

زرین زیب کمر ہے کیون ڈاب — منظور نظر ہے کسکا آداب

کیون سر پہ سجی ہوئی ہی دستار — لب پر ہے مہذبانہ گفتار

وضع دستار منصبی ہے — کیا آپ کو کار منصبی ہے

جامہ کی چُنی جو آستین ہے — خجلت دہِ چین مہ جبین ہے

پٹکے کے وہ پیچ ہین لگائے — سنبل نے ہزار پیچ کھائے

کیون تہ کیا ہاتہہ مین ہے رومال — کیا آگیا ہاتہہ کچھہ زر و مال

پوشاک پہ کیون نظر ہے ہر بار — کیون ہے یہہ مؤدبانہ رفتار

درپیش ہین کیا نئے مضامین — ملحوظ ہین کیون امور تزئین

کس فکر بلند کا اثر ہے — کیون آج دماغ عرش پر ہے

کیا طرز ہے کیا ہے یہہ سرشتہ — تہذیب سے کیون بنے فرشتہ

پیشانی سے ہی ظہور اقبال — کیا پایا کہین سے منصب و مال

کس چیز سے پُر ہین دامن و جیب — ہاتہہ آگیا دست غیب از غیب

پاسخ دیا کلک دو زبان نے | ہمراز شفیق مہربان نے
وہ پیش نظر ہے آج دربار | بزمِ گوہر فشان و دُربار
جو بزم ہے رشکِ بزم جمشید | دنیا مین امید گاہِ امید
جس بزم شہی کا یہ نشان ہی | پارس ہے جو سنگِ آستان ہی
اکسیر ہے بارگاہ کی خاک | چھو جائے بشر ہو خاک سی پاک
حاصل ہو خوشی اگر ہو غم مین | محتاج غنی ہو ایک دم مین
بے زر ہو اگر ہو پل مین زردار | بیکار ہو دم مین ہو سرکار
مفلس ہو تو دم مین ہو تونگر | آنکھین ہون تو دیکھ لے تو جاکر
اُس بزم شہی کا شاہِ والا | مُنہ مانگی مراد دینے والا
محبوب خدا نبی کا محبوب | محبوب علیؑ ولی کا محبوب
نام اُسکا ہے جو ادب سے لیتا | مُنہ بھرتے ہین موتیون سی اُسکا
خالق نے یہ مرتبہ دیا ہے | مخلوق پہ سایۂ خدا ہے
ہے طاعتِ شہ اطاعتِ حق | امرِ اولوالامر آیتِ حق
اقبالِ جبین شہریاری | پردے مین بشر کے شان باری
خلقت مین بشر مگر یگانا | ہشیار ذکی فہیم دانا
ذی روح جہان جہان ہین | زیر قدمِ شہِ جہان ہین
بندون پہ رحیم عدل گستر | ہے بندہ نواز و بندہ پرور
آفاق مین بے مثال و ثانی | اعجاز خدا کی اک نشانی
ابرِ کرم و دیم عطا یا | ممدوحِ رعایا و برایا

مفقود جہان ہوئی گدائی
اُس کے سایہ مین ہے ہمائی

یہہ کہہ کے قلم نے کی یہ تقریر
کراوسپہ عمل کرون جو تحریر

گر ترک سکونت وطن کو
مائل ہے تو عازم دکن ہو

اقبال کی ہوگی ارجمندی
حاصل تجھے ہوگی سربلندی

دربار مین باریاب ہوجا
ذرّہ سے تو آفتاب ہوجا

اُس شاہ سخی کی اک نظر مین
ممتاز بنے گا بحر و بر مین

گمنام ہے نام ہوگا مشہور
ہونگی تری جملہ کلفتین دور

منظوم یہہ نظم کے لآئی
لیجا بہر نظام عالی

یہہ گوہر شاہوار مضمون
ہان ہین پئے نذر شاہ موزون

اس نظم کا ہر ورق ہے بالکل
گویا ورق زبان بلبل

کر مثنوی پیشکش باداب
نظم نادر نفیس نایاب

گلدستۂ گلشن مضامین
محسود نگارخانۂ چین

مفتاح خزینۂ معانی
مرغوب اعالی وادانی

شایستہ رقم ہو مدحت شاہ
حاصل ہو صلہ مین منصب وجاہ

جب ختم ہوئی قلم کی تقریر
درپیش ہوئی سفر کی تدبیر

عامل ہو نصیحت قلم پر
آیا ہون یہان بحال مضطر

تکلیف نہین گو سفر سقر ہے
کہتے ہین وسیلۂ ظفر ہے

لائی ہے امید منزلون سے
چھوٹے ہین عزیز مشکلون سے

فرقت احباب واقربا کی
ہے داغ جگر قسم خدا کی

ہے شفیق و دوست کی جدائی
ہے گوشت سے پوست کی جدائی

ہمدم یار و رفیق و غمخوار
مونس و شفیق محب و فادار

ہر وقت کی صحبت و محبت
غمخواری و الفت و نصیحت

ہمدردی و شرکت مصیبت
تکلیف بھی جس سے عین راحت

آرام ہے وہ غم و محن بھی
ہے عیش مصیبت وطن بھی

بیکار ہین یہہ خیال باطل
کیا رنجش ماضی سے حاصل

ماضی کے خیال سے گزر کر
مستقبل و حال پر نظر کر

ہے فیض شہی کا جو سہارا
یہہ نیش ہے نوش سا گوارا

شاہ مسکین نواز راحم
مصباح مکارم و مراحم

شاہ ہر دل عزیز عادل
عاقل نکتہ نواز باذل

سلطان فلک سریر و پایا
نیکو شیم و حسن سجایا

دارا دربان فلک جنابا
کیوان ایوان کرم سحابا

مسجود خلایق آستان ہی
خامہ مرا سر کے بل روان ہی

سر مین ہے خیال آستان بوس
رفتار ملی قلم کو معکوس

زیبا ہے کہ ہو باحترامی
زیب سرنامہ نام نامی

فرخ ہے یہہ عہد معدلت عہد
یارب رہے تا بہ حشر یہ عہد

نوخاستہ نونہال شاہی
سرسبز ہو بار ور الٰہی

تا ختم جہان ہو سایہ گستر
مخلوق خدائے دو جہان پر

گردون شوکت وزیر اعظم
اندازۂ فکر سے معظم

نوبادۂ گلشنِ امارت — رونق دہِ مسندِ وزارت

روشن رای و عقیل و دانا — فرزانۂ بے بدل یگانہ

جسم رتبہ مین سلطنت شاد — تاج الامرا کرشن پرشاد

لایق فایق مصاحبِ شاہ — دانشمند و دقایق آگاہ

عالم شاعر رئیس سردار — زیبایشِ بارگاہ و دربار

خوشخو خوش خُلق خوش طبیعت — خوشرو خوش وضع خوش لیاقت

ہشیار حسین سخی بہادر — بحرِ عظمت کا بی بہادر

اہلِ دربار جملہ چیدہ — طباع دقیق و برگزیدہ

اربابِ کمال اہلِ بینش — سب لُب لبابِ آفرینش

جس شہر کا شہریار ہے وہ — نادیدہ خزان بہار ہے وہ

بالائے فلک اگر جنان ہے — یہہ باغ زمین پہ بے خزان ہے

وسعت مین ہے شہر نافِ ہستی — ہے مرکزِ دینِ حق پرستی

ہے ہند مین تخت گاہِ اسلام — بیشک پشت و پناہِ اسلام

آراستہ نوعروسِ زیبا — معشوقۂ دلنوازِ رعنا

سڑکین شفاف راستے صاف — پاکیزگی کے جمیع اوصاف

آراستہ سربسر دکانین — ہر قسم کی جنس کی ہین کانین

ہر کوچہ شہر دلربا ہے — دلچسپ و وسیع و پُر فضا ہے

ہے راہ مین نام گرد کا گرد — کوچہ برزن طریق مین فرد

ہر راستہ راستی کی صورت — ہر کوچہ ہے صاف بیکدورت

ہوتا ہے ہر اک سڑک پہ چھڑکاؤ | ایسا ہے بہشتیون کا یان آؤ

نل پانی کے جابجا سراسر | آبِ نوشین قدم قدم پر

خوش ذایقہ خوشگوار ہلکا | شیرین ہاضم خنک مصفا

لبریز ہر ایک حوض و تالاب | چشمِ عاشق کی شکل پُر آب

نہرون کی لکھون جو کچھ روانی | دریا دریا ہو پانی پانی

بے حجت و بے نزاع و تکرار | ہے خلد کا حوض حوضِ گلزار

حوضِ کوثر کو شست شو کا | سرمایہ ہے حوض چارسو کا

ہے مسجدِ مکہ مانّہ مسجد | ہوتے ہین جہان ملک بھی ساجد

ہے چار منارۂ فلک سا | چارون سمتِ جہان مین یکتا

کہتے ہین نشیمنِ ہما ہے | بر روئے زمین فلک نما ہے

صنّاع کی دیدنی ہے صنعت | معمار کی دیکھنا لیاقت

مہتاب محل کی آفتابی | رفعت مین ہے عرش سے ملادی

دنیا مین ہے باغِ عام یکتا | رضوان رہ جائے جسکو تکتا

دنیا مین ہین جس قدر سمندر | سب سے ملکے بنا حسین ساگر

عشاقِ جہان نے جمع ہوکر | اشکون سے ہے بھرا حسین ساگر

لبریز ہے یہ حسین ساگر | عاشق کا ہے پاک دیدۂ تر

کٹّے کی ہے شام روح پرور | دنیا مین ہے بے نظیر منظر

ہے شام اودہ کی رحت جان | ہے صبح بنارس اُس پہ قربان

کثرت سے رئیس اور رعایہ | تخمینہ و وہم سے بھی زاید

قوت دہ و بازوئے ریاست — رکن السلطنت دعا دہ دولت

زیب ہستی نمائش دہر — آرائش ملک رونق شہر

باشندے حسین شریف ممتاز — خوش وضع شگفتہ دلبری دار

زندہ دل دیار باش شاطر — یار شاطرانہ یار خاطر

ہر جا پہ بتان شہرۂ آفاق — ناز و انداز و عشوہ مین طاق

خلعت دہ رنگ زعفرانی — غارت گر دولت جوانی

جادو نگہان بتان طناز — سرمایۂ عشق نقش پرداز

آرام دل و نظارہ رحمت — ہے حسن صبیح و پر ملاحت

ہر ایک ادا قیامت آفت — قدمون سے لگی ہوئی قیامت

فتنون کو اٹھانے والی رفتار — مُردون کو جلانے والی گفتار

ہر فرد ہے ذی وقار و ذی جاہ — مشہور گدا یہان کے ہین شاہ

محتاج نہین مرے بیان کے — رشک شرفا رذیل یان کے

سنجیدگی سے ہر اک دوکاندار — کھولے ہوئے راستی کا بازار

ہر میوہ فروش مایۂ ناز — خوش لہجہ و خوبرو خوش آواز

آواز پر اپنی کرکے شیدا — دل لیتا ہے مول دیکے سودا

ہر روز ہے دن کو ہر جگہ عید — ہر شب ہے شب برات کی دید

فارغ غم روزگار سے ہین — گل ہین محفوظ خار سے ہین

اللہ بچائے چشم بد سے — حاسد کی نگاہ پر حسد سے

چوری ہی کا ہے فقط نہ در بند — وزدیدہ نگاہ سے ہے نظر بند

اُڑتے ہیں جو محل پہ نشان ہیں | پرچم علم و نشان کے ہیں
یا چھپر ہے ہما کا سایہ افگن | یا رحمت حق کشادہ دامن
اس در کی شوکت و مساجد | خود کفر کو کر رہی ہے ساجد
گردش میں ہے چرخ شش ایام | پھیلی ہوئی ہے ہوائے اسلام
ہر غنچہ ہے دل کھلانے والی | دین و ایمان جلانے والی
دن رات ہے موسم بہاری | ہے رحمت حق کی آبیاری
ہر برگ ہے گویا سبزہ تر پر | شاخ و شجر و گل و ثمر پر
تحمل گل و میوہ دار ہر جا | رشک باغ و بہار صحرا
رنگ سبزہ جما ہوا ہے | ہر کوہ زمرّدین بنا ہے
ہر برگ دو شوخ رنگ سبز | چشم بینا کی ہو نظر سبز
شاخوں پہ طیور جھولتے ہیں | ہر رنگ کے پھول پھولتے ہیں
کچھ سرخ بنفش زعفرانی | کچھ پھول زمین پر آسمانی
بلدہ ہے کہ اک چمن کھلا ہے | قسمت سے مری مجھے ملا ہے
خالق نے وہ آج دن دکھایا | سر نے قدم حضور پایا
میں اور کہاں یہہ بزم عالی | میں اور یہہ نظم کے لآلی
یہہ مدح کہاں زبان ناچیز | شوخی یہہ کہاں بیان ناچیز
میں اور کہاں یہہ باریابی | ذرّے کو ملی ہے آفتابی
تائید خدا اگر ہو نہ یار | اقبال حضور کا مددگار
ناداں نہ ہو کس طرح مقدر | چمکا مرے بخت کا ہے اختر

یہہ بخت رسا ہے اوج پر آج — بندے کے لیے یہی ہے معراج
یا رب جب تک کہ دم مین دم ہو — سر میرا حضور کا قدم ہو
آباد جہان مین جو زمین ہو — اس نسل مین وہ تہِ نگین ہو
جب تک کہ یہ دورِ آسمان ہو — یہہ شاہِ جہان ہو اور جہان ہو
شاد و خوش و خورم و جوان بخت — رونق دہِ تاج و مسند و تخت
لایا ہون شہا دُرِ ثمین یہہ — شایستۂ نذر گو نہین یہہ
تشریفِ قبول گر عطا ہو — حاصل مرے دل کا مُدعا ہو
ہم چشمون مین آبرو ہو میری — بر آئے جو آرزو ہو میری
ہو درد کی میرے چارہ سازی — حاصل ہو جہان مین بے نیازی

## ساقی نامہ

لکھتا ہے جو کیفِ مے پرستی — چھائی ہوئی ہے قلم پہ مستی
بیخود ہو سر سطر جھومتا ہے — ہر حرف کے مُنہ کو چومتا ہے
ہے لغزشِ پا قدم قدم پر — ہر لفظ پہ پیش پا ہے ٹھوکر
ہے وصفِ مئے کہُن زبان پر — مستانہ ہے یہہ سخن زبان پر
اے ساقیِ بے خبر کہان ہے — میخانہ مین شورِ میکشان ہے
پکار رہا ہے ہر شرابی — دے بادۂ دو آتشہ گلابی
کیا دیر ہے ای دہ و دو سالہ — لا جام و صراحی و پیالہ
جھجکا ہون دخترِ عنب سے — لبریز لگا دے جام لب سے

بیکار خیالِ محتسب ہے | اس روگ کو دور کر پلائیے
گھنگھور گھٹا ہے گھِر کر آئی | ہر مست کے لب پہ ہے دہائی
ہوتا ہے ترشح ابرِ تر سے | ہر بوند ہو میکشو تو برسے
اب کسکو شراب کی کمی ہے | ابرِ تر سے ٹپک رہی ہے
لبریز پیالہ ہے گلون کا | گلشن مین ہے شور بلبلون کا
رنگ ابرِ سیاہ وہ جمانا | زاہد پئیے مے پڑھے دوگانا
سب طاعت و زہد ہو ریائی | کام آئے نہ اس کی پارسائی
واعظ ہو ذرا ذلیل ساقی | میخانہ ہو سلسبیل ساقی
ہو صرفِ عیوبِ رند جو لب | غرقِ مئے ناب ہو وہ یارب
رندون کا جو نام بے وضو لین | کانٹا ہو شراب کا گلو مین
ساقی دے شرابِ ارغوانی | سر جوشِ بہارِ نوجوانی
ہان جامِ شرابِ ناب دیدے | دل جل کے ہوا کباب دیدے
میخانہ مین جسقدر ہو لادے | خوب آج شراب سی چھکادے
منہ سے مرے خم کا منہ ملا دے | ساقی مجھے خم کے خم پلا دے
وہ جام دے یادگار ساقی | تا حشر رہے خمار باقی
وہ مئے جو دل و جگر کو دے ضو | وہ مئے جو لگا دے یار سے لو
وہ بادہ جو نشترِ جگر ہو | خون نابہ فشانِ چشمِ تر ہو
وہ بادہ ہو نور جس سے پیدا | رشکِ خورشید ہو سویدا
آئینۂ دل کو جو جلا دے | بیواسطہ یار سے ملا دے

وہ بادۂ مشکبو معطر
جو رحمتِ حق سے ہو برابر

وہ بادہ جو طور دل بنا دے
وہ بادہ جلا جو ماسوا دے

وہ جام دے جس سے خوش سرانجام
پائیں یہ مفارقت کے آلام

تالو میں زبان نیشتر ہو
تا وا شدِ غنچۂ جگر ہو

ہو بادہ سے طبع کو روانی
خامے کو سرورِ تر زبانی

## دست بردِ عشق

لکھتا ہے جو حالِ عشقِ سفاک
سینہ ہے قلم دوات کا چاک

ہے خامہ جگر شگافِ حیران
دو پارۂ قلب ہے قلمدان

نشتر ہے خیالِ فکرِ مضطر
یہ رنگ بندھا ہے جب تو کیونکر

اس عشق کے ہتکھنڈے رقم ہوں
نیرنگ ہوا الف قلم ہوں

کچھ عشق کے کام ہیں نرالے
اللہ رے اس کے پالے والے

یہ حضرتِ عشق ہیں وہ بے پیر
فریاد سے ہوتے ہیں گلوگیر

بے دید کہیں ہے شعبدہ باز
بیدرد کہیں ہے فتنہ راز

جادو ہے کہیں کہیں ہے نیرنگ
لاتا ہے مدام اک نیا رنگ

لب پر ہے فغان جگر میں ہے درد
دل میں ہے تپش بلب دمِ سرد

پہلو اسی خار نے ہیں چھیدے
گوہر ہیں دل و جگر کے بیدھے

پھونکا عاشق کو بے تامل
خاکستر سے بنایا بلبل

معشوق کا خون کیا بصد جل
اس خون سے بنائے لالہ و گل

مطلب سے کہین نہ اپنے جو کا — تشنہ ہے یہہ دونون کے لہو کا

سحر اس کا عجیب پُر اثر ہے — دل جان سے رہتا بے خبر ہے

رگ رگ مین لہو مین استخوان مین — سوزش ہے اسکی جسم و جان مین

عاشق کے نیاز کا سبب ہے — معشوق کے ناز کا سبب ہے

سامانِ فروغِ شعلہ رویان — سرمایۂ نازشِ نکویان

لاکھون سینے کیے ہین غربال — شمشاد قدونکے باغ پامال

بلبل کا ہوا یہہ باعثِ شور — گُل کا نہ چلا چمن مین کچھ زور

شمشاد کو پا بگِل کیا ہے — معشوق کے قد کا جُل دیا ہے

نرگس کو کیا ہے سخت حیران — ششدر گلشن کا ہے نگہبان

لالے کے جگر مین داغ اس سے — کف ملتے ہین برگِ باغ سے

گلشن مین دیے طفیل زاری — بلبل کو مناصبِ ہزاری

از بسکہ جگر ہے پارہ پارہ — گیندے کو لقب دیا ہزارہ

کھلی نہ فقط زبانِ سوسن — لب بند شگوفہ ہے یہ گلشن

گُل ہی کا دہن نہ بے زبان ہی — غنچہ بھی تو قفل بر دہان ہے

کرتا ہے ندام خون حنا کا — شبنم کو دیا سبق فنا کا

زنجیر بپا ہے سروِ آزاد — قمری کے گلے مین طوقِ بیداد

گلشن مین بنا لئے عنادل — صد پارہ گلون کا کر دیا دل

انگور کی تاک مین کھڑا ہے — یہہ دزدِ حنا کا سر چڑھا ہے

ہے پیچ مین اس کے عشق پیچان — ہے اس سے بنفشہ مو پریشان

تلوے مین چُبھ چُبھ کے توڑا | کب خار کو ثابت اس نے چھوڑا
ہر شاخ ہے مثلِ بید لرزان | ہر پھول کا چاک ہے گریبان
جو نخل ہے سر کو دُھن رہا ہے | جو برگ ہے تنکے چُن رہا ہے
سنبل پہ پڑا ہے پیچ اسکا | ہوتا نہین یہہ حریف کسکا
صد برگ بگڑ گیا ہے اس سے | ہر گل ہے سدا بہار اس سے
جو گل ہے چمن مین سر اُٹھاتا | تازہ ہے قیامت اُس پہ ڈھاتا
گل ہی کا نہین کیا ہے دل خون | بلبل کو بنا دیا ہے مجنون
ہے اس سے جلی ہوئی خدائی | وہ آگ زمانہ مین لگائی
وہ شعلہ وہ برق وہ شرارہ | ہو جس سے کہ موم سنگ خارہ
جس آگ سے شمع کو جلایا | پروانہ کو اُس مین کھینچ لایا
وہ آگ تدرو کو کھلائی | اُس آگ سے جانِ مہ جلائی
اُس آگ سے رنگِ لعل گلرنگ | اُس آگ سے سوختہ دلِ سنگ
اُس آگ سے پُر شفق کا گلخن | آتش زدہ ہے فلک کا گلشن
انگارہ اُسی کا مہرِ خاور | چنگاریان ہین اُسی کی اختر
پروین و پرن اُسیکی خاشاک | نُہ چرخ اُسی کے تودۂ خاک
وہ گرمیٔ دلِ زمین ہے | وہ آگ غرض کہان نہین ہے
آتش کدہ اُس کا دل ہمارا | تھا شعلۂ طور اک شرارا

## پہلی داستان

### چڑھائی کرنا غنیم کا ملکِ جم پر اور جانا چہہ شہزادون کا

برای مقابلہ اور شکست دیگر دشمن کو مصروف شکار ہونا انکا
ملنا دیوانہ کا اور نادیدہ عاشق ہو کر جانا شہزادون کا
ملک ماچین کو اور جان دینا سب کا عشق ملکۂ مہر انگیز مین

ہان طبع طلاقت لسانی — درکار ہے خامہ کی زبانی
پارینہ زمانہ کا فسانہ — ہو تازہ کن دل زمانہ
پیر دہقان سے ہے روایت — سنتے آئے ہین یہہ حکایت
ہر نسخۂ دل مین جلوہ گر تھی — اوراق زبان پہ منتشر تھی
اب مجھسے سنو بسحر سازی — دو داد فن سخن طرازی
ہو غنچۂ دل شگفتہ خاطر — ہر کان ہو معدن جواہر
تھا ملک عجم مین ایک سلطان — سر تاج و پناہ تاجداران
تھا صاحب تخت تاج کشور — عادل منصف غریب پرور
زیب سر شش جہت کا دیہیم — نیچے ہین تھی اُس کی ہفت اقلیم
تھے تاج شہی مین سات گوہر — یا سات فلک کے سات اختر
اک روز کہ تھا مثال نوروز — اقبال سے بھی زیادہ فیروز
گلگشت چمن کو شاہزادے — مانند دل گئے ہوئے تھے
وہ باغ کہ تھا بہشت آگین — غیرت دہ گلشن نگارین
وہ رو کش روضۂ جنان تھا — گویا کہ طلسم بوستان تھا

شہزادوں سے خلد تھا بنا وہ | سیاروں کی سیرگاہ تھا وہ
تھے جمع مثالِ عقدِ پروین | ساتوں چشم و چراغ تمکین
باہم تھے وہ نور دیدہ ہمچند | محوِ گلگشت اور شکر خند
اُڑتی سی خبر صبا یہ لائی | سلطان پہ عدو نے کی چڑھائی
گلشن سے چلے بہار صورت | شہ سے ہوئے طالب اجازت
اصرار سے اُنکے ہو کے مجبور | ناچار کیا ہم کو منظور
فرمایا یہ شہ نے ماہ رخ سے | بہلائے گا کون دل کو میرے
اے جانِ پدر تری جدائی | ناخن سے ہے گوشت کی جدائی
کچھ رکھتے اگر ہو چاہ میری | پیری پہ کرو نگاہ میری
آدابِ پدر سے سر جھکا کر | خاموش ہوا وہ طیش کھا کر
سمجھا نہ وہ نوجوان مضطر | واقع جو ہوا وہی تھا بہتر
حاصل کر کے غرض اجازت | مادر سے پدر سے ہو کے رخصت
فرحان فرحان چھوؤں برادر | فوج و لشکر کے ہو کے افسر
دشمن کی طرف ہوئے روانا | جانا اُن کا تھا دل کا جانا
ششدر تھے جو اس خسان کے | چھوٹے ہوئے باپ کے تھے چھکے
یہ لخت جگر کے غم نے مارا | سی پارہ دل تھا چار پارہ
گویا بیجان تھے جملہ قالب | اللہ سے تھے ظفر کے طالب
سرگرم مصاف تھی وہ افواج | تھا جوشش پہ یا کہ بحر مواج
دشمن کو پیام تھے قضا کے | مسمار کیا عدو کو جا کے

پائی جو غنیم نے ہزیمت — سمجھا وہ فرار کو غنیمت
خدمت مین پدر کے ایک عرضی — تحریر کی مژدۂ ظفر کی
کی عرض غلام بعد چندے — لائینگے غنیمت اور بندے
دشمن کا شکار کر چکے جب — مصروفِ شکار ہو گئے سب
صحرا مین گزر ہوا جو اُنکا — طرفہ دیوانہ ایک دیکھا
دیوانہ بحسن خود طرحدار — دیوانہ پکارِ خویش ہشیار
صحرا کی وہ خاک اُڑا رہا تھا — اُس دشت مین زلزلہ بپا تھا
پُرسش سے کھلا یہ عقدۂ دل — دیوانہ تھا شاہِ ملک بابل
رکھتا تہا جہان مین سات فرزند — ہر ایک ہوا زمین کا پیوند
کیونکر نہ پھرے دماغ اُسکا — ویران ہوا خانہ باغ اُس کا
قیموس لقب خدیو ماچین — تھا پشت پناہِ دولت و دین
اللہ نے دی تھی ایک دختر — گلرخ شمشاد قد سیمن بر
تہا مہر انگیز نام اُس کا — قتلِ عالم تھا کام اُس کا
یکتائی کا جب سنا فسانہ — ہمتائی کا کر گئے بہانہ
داخل ہوئے اُسکی چاہ مین سب — مارے گئے اُسکی راہ مین سب
جو خانہ تھا رشکِ باغ اُن سے — وہ گھر ہوا بے چراغ اُن سے
تقدیر مین تھی جو پیش آئی — سُن لی دیوانہ کی زبانی
تھا حسن کا اپنے اُن کو غرّا — خود آرائی کا اپنے دعوا
مشورہ کیا سب نے ملکے باہم — اُس غیرتِ گل سے کم نہین ہم

وہ گل ہے تو ہم ہین غیرت گل — یہہ شانہ ہو اور اُس کی کاکل
رخسار کا اپنے گل دکھائین — بلبل اُسے ہم بنا کے لائین
راضی نہ خوشی سے گر ہو وہ ماہ — ہے لشکرِ قاہرہ بھی ہمراہ
آفت سے خدیو پر جو ٹوٹین — شکلِ یغما پری کو لوٹین
اقبال کی سمجھے ارجمندی — آئے جو ہماری ہو کے بندی
برگشتہ نصیب شاد مانہ — ماچین کی طرف ہوئے روانہ
سرمستِ سرورِ حکمرانی — مدہوشِ خمارِ نوجوانی
سمجھے نہ ذرا خرد کے رہزن — سوچے نہ ذرا وہ عقل دشمن
اس نشہ کا کیا خمار ہوگا — خمیازہ ہی روبکار ہوگا
پہنچے بطریقۂ نو آئین — رفتہ رفتہ بشہر ماچین
بھیجا ایک نامۂ نگارین — تحریر کیا کہ شاہِ ماچین
دوشیزہ کو کدخدا کرنا — شرع نبوی سے ہے گزرنا
لازم ہے یہہ نونہال پیوند — آخر ہے یہہ انتظار تا چند
کاشانۂ شہ مین ہے جو دختر — قسمت کا ہماری ہے وہ اختر
ہم نام خدا ہین سات بھائی — قبضہ مین ہے خشکی و ترائی
اُس شوخ کو جو پسند آئے — اپنا اُسے کدخدا بنائے
اس باب مین گر دریغ ہوگا — عقدہ یہہ سپردِ تیغ ہوگا
جرأت مین ہین سرِ عدو جہان کے — ہم شاہِ عجم کے شاہزادے
تیمور نے جب وہ نامہ پایا — منشی سے اُسے علیحدہ سنایا

افروختہ ہوکے نامہ سے وہ | باہر ہوا اپنے جامہ سے وہ
پاسخ یہہ رقم کیا کہ دختر | دل سے ہے کہین زیادہ خودسر
ہرچند وہ شمع شعلہ رُو ہے | پر تیز مزاج تند خو ہے
تقدیر بگاڑے یا بنائے | کرتی ہے وہی جو دل مین آئے
جو آئے عجم سے یا عرب سے | ہے ایک سوال اُسکا سب سے
شایستہ جواب جو کہ دے گا | یہہ دولتِ لازوال لے گا
جس وقت جوابِ نامہ پایا | شہزادون نے آنکھوسنے لگایا
مضمون سے اطلاع پائی | اُمید کی آرزو بر آئی
باہم یہہ قرارداد کرکے | گویا کیے بند باب شر کے
باری باری ہر ایک بھائی | جاکر کرے قسمت آزمائی
ہو جس کے جواب سے وہ گل خورسند | گلچین وہی اُس کا ہو خردمند
روزِ دیگر بہ تجسس ارادہ | اُن سب مین بزرگ شاہزادہ
آیا اک شوق مین جلوہ ریز | زیرِ ایوانِ مہر انگیز
نقارہ مرگِ خود بجایا | آوازہ مرگِ خود سُنایا
رکھا جو قدم کو اُس نے وہین | بجلی سی چمک گئی نظر مین
خدام ادب نے کرّ و فر سے | لاکر پوشیدہ ہر نظر سے
اُس شہ کو بٹھایا شہ نشین پر | کندہ کیا نقش یا نگین پر
حقِ خدمت تھا بسکہ واجب | پردہ ہوا اور میان مین حاجب
اک مہرِ سکوت تھی لبون پر | تکتا تھا چہار سمت ششدر

کھویا گیا اس طرح وہ گویا
حیرت کدۂ طلسم مین تھا
حاصل نہ مجالِ دم زدن تھی
جادو کی مگر وہ انجمن تھی
بولی وہ نگارِ ناز پرور
گل کرد چپ مگو نہ با صنوبر
تھا دستِ قضا مین شاہزادہ
پاسخ دیا اسنے بے ارادہ
اسکا یہہ جواب ہے کہ لاریب
جز حق نہین کوئی عالم الغیب
رشکِ خورشید مہر انگیز
بولی بادائے قہر آمیز
آئے جو اجل گرفتہ ادان
جن ہو کہ ملک ہو یا ہو انسان
دیتا نہین گر جواب شافی
پاتا ہے یہان سزائے کافی
سرکا نہین رہتا پھر تن سر کا
کٹتا ہے سر ایسے خیرہ سر کا
تھا موت کا گرم کارخانہ
دیکھا ہر سمت خایفانہ
جلاد سے لیئے کھڑا تھا شمشیر
ابرو کے اشارے کی تھی تاخیر
تلوار کا ایک ہاتھ مارا
گردن سے وبالِ سر اوتارا
ہلکا کیا بار تا بہ امکان
رکھا گردن پہ بارِ احسان
جھنڈے پہ غرض وہ سر چڑھایا
کافر کو ذرا ترس نہ ایا
وہ سر تھا زبس بلند پایا
ایوان کا کنگرہ بنایا
پانچون شہزادے باری باری
سرگشتۂ شوقِ جان سپاری
رخصت ہوئے بھائی کی قضا مین
پہنچے وہ دہانۂ قضا مین
گمنام تھے نام کر گئے وہ
قصہ کوتاہ مر گئے وہ
پہنچا ملکِ عجم مین لشکر
بیدل با حالِ غیر ابتر

آئی وہ سپاہِ بے سر و برگ
آمد اُسکی تھی آمدِ مرگ

سلطان سے کہا وہ حال سارا
نشتر سا دل و جگر پہ مارا

مان باپ کے لختِ دل نہ آئے
لختِ جگر آنکھہ سے بہائے

آنکھون سے چھپے وہ نور دیدہ
آنکھین ہوئین خود رمد رسیدہ

بیٹھی دل تھام تھام مادر
خونابہ فشان ہو ابرادر

سلطان نے کہا یہہ بادمِ سرد
ناسور جگر مین دل مین ہے درد

تاریک نظر مین ہے خدائی
پورب مین لٹی مری کمائی

ٹوٹے نہ قیامت آہ کیونکر
ڈوبے مشرق مین مہرِ خاور

کہرام تھا اک حرم سرا مین
جاتی تہین فلک پہ سبکی آہین

ماتم کدہ پائے تخت تھا وہ
اندوہ سے تیرہ بخت تھا وہ

افسوس ہوا دلِ زمانہ
تیرِ اندوہ کا نشانہ

چھائی تھی جہان پہ سوگواری
دنیا کا تھا وقتِ دم شماری

جو غم کہ پڑا اُٹھا اُنکو پالے
آخر کیا صبر کے حوالے

## دوسری داستان

### اجازت حاصل کرنا سلطان سے شاہزادہ ماہ رخ کا شکار کے حیلہ سے اور روانہ ہونا سمتِ ماچین واسطے انتقام بھائیون کے اثنائے راہ مین گرفتار ہونا طلسم شیک پری مین

ہر ریشۂ کلکِ نکتہ دانی — ہے جوہرِ سیفِ خوش زبانی
بے جرم کے قتل سے ہی محزون — ہر نقطہ ہے مُہرِ محضرِ خون
جاگیرِ دلی جو خونبہا ہے — یون چشمِ قلم سے خون بہا ہے
چھوٹا شہزادہ ماہ رخ نام — مان باپ کا خلق کا دل آرام
کانِ رُشد و یمِ ترحُّم — تھا مردمِ دیدہ ہاے مردم
خوش خُلق کریم خوش بیان تھا — دانا و عقیل و نکتہ دان تھا
خوش فکر مُدبّرِ زمانہ — مخلوق ہوا تھا وہ یگانہ
جو چاہیے جوہرِ صفائی — شہزادہ کی ذات مین تھی ذاتی
دنیا سے گئے جو اُس کی بھائی — دنیا کی خوشی اُسے نہ بھائی
رہتا تھا وہ گل مدام دل چاک — تھی صورتِ ابر چشم نمناک
تھی خواہشِ انتقام دل مین — یا برق تھی اُس کی آب و گل مین
سیماب بنی تھی جانِ مضطر — کہتا تھا یہ بیقرار ہو کر
آنسو پوچھے آہ چشمِ تر کے — آنسو نہ پوچھے دل و جگر کے
اس آگ سے جب جلے گی وہ بھی — جب آتشِ دل مری بجھیگی
یہ سوز جب اُس کو پھونک دیگا — ٹھنڈا ہوگا مرا کلیجا
اُس گل کے جگر پہ داغ دیکھون — اس دل کو مین باغ باغ دیکھون
اُس بت سے کسی طریق مل کے — پھوڑون مین جلے پھپھولے دل کے
کہتا تھا کسی طرح ہوا ہون — پر نکلین کہین کہ اوڑ کے پہنچون
ڈرتا تھا نہ دیگا شاہ اجازت — کی فکر ہوا ہو پاکے فرصت

پھر سو سپاٹے کا نام اپنا — چھلے سے نکالو کا نام اپنا

سر کے بل قبلہ رو چلا وہ — یوں باپ کے روبرو گیا وہ

کعبے کو سیاہ پوش دیکھا — شمعِ دل کو خموش دیکھا

وہ نورِ بصر نظر جو آیا — پہلو میں بجائے دل بٹھایا

کی عرض معاف ہو جو تقصیر — بسمل ہوں برائے صید و نخچیر

طفلی سے شکار کی ہی عادت — درکار ہے شاہ کی اجازت

سلطان نے کہا بصد تامل — بلبل کی قضا ہے فرقتِ گل

کس دل سے کروں میں تمکو رخصت — ممکن نہیں تن سے دلکی فرقت

امید رکھو نہ یہہ پدر سے — پتلی کو جدا کرے نظر سے

سونچو تو ذرا کہ جانِ بابا — یہہ زخموں کے ایک تم ہو پھاہا

بولا باادب وہ شاہزادہ — ہو دولت و عمرِ شہ زیادہ

گو صورتِ صبر ہوں میں جاتا — پر شکلِ خیال ابھی ہوں آتا

حافظ ہے خدا کہا کہ جاؤ — تشویش سے پہلے پھر کر آؤ

رخصت ہوا شہ سے شاہزادہ — ساتھی تھے سوار کچھہ پیادہ

بیتابیٔ شوق میں چلا وہ — جانا کیسا ہوا ہوا وہ

عجلت سے کی قطعِ راہ یکسر — گویا تھا سوارِ دوشِ صرصر

بیراہ وہ روبراہ ہوکر — خود کھو یا گیا تھا راہ کھوکر

جب نام کو نقشِ پا نہ پایا — حیرانی نے نقشِ پا بنایا

ہموار کو راہ رو نے اکبار — مہمیز کیا براہِ ہموار

زوروں پہ چلا مثالِ صرصر — پہنچا نہ اسے خیالِ صرصر

پہنچا اک دشتِ پُر دغل میں — دابے ہوئے شوق کو بغل میں

تھا دشت پُر از گل و ریاحین — ہمشکلِ نگار خانۂ چین

تھا دشت میں ایک عالمِ ہُو — پیدا ہوا دور سے اک آہو

آہو کے لباس میں پری تھی — یا حور کی جلوہ گستری تھی

یا کر کے کسی نے آہ جادو — معشوق بنا دیا تھا آہو

یا خُلد سے اک غزالِ رعنا — آیا تھا برائے سیرِ دنیا

صحرا کے تھا دل کا چین آہو — اُس دشت کا نورِ عین آہو

شہزادہ نے جب غزال دیکھا — دل سینہ میں پائمال دیکھا

خود رفتہ نگار ہو گیا وہ — آہو کا شکار ہو گیا وہ

عنقا کا وہ یادگار پایا — ہم شکلِ ہُما شکار پایا

لشکر کو دیا یہ حکم اکبار — زندہ آہو کرو گرفتار

آہو جانے نہ پائے سُن لو — پامردی کی دست برد سمجھو

گھوڑوں کو سپاہ نے دبایا — اُس دشت میں زلزلہ سا آیا

دیکر اُسے چند بار پھیرا — صیادوں نے صیدِ مفت گھیرا

آہو دلِ حلقۂ سپہ تھا — مرکز خواہش کے دایرے کا

تھا چشمِ سپاہ کا وہ تارا — آنکھوں سے کہیں زیادہ پیارا

لشکر کی صلاح بند کیجیے — آہو کا ارادہ راہ لیجیے

دیکھی جو یہ رستخیز برپا — سمجھا کہ ہے آج حشر برپا

عاجز بدست و پا ہوا وہ — سر پیر کو سونگھنے لگا وہ
سوسنچا کہ چلو یہان کوئی داؤن — وحشت کے نکالو پیٹ سی پاؤن
کب اُن کو بدا شکار تھا وہ — اک جست مین سب کے پار تھا وہ
موقع جو ملا سپے ضرورت — تڑپا وہ چلا ہوا کی صورت
جوالہ تھا برق یا شرارا — ٹوٹا ہوا یا فلک کا تارا
رفتار کو خاک باد پہنچے — پیدل تھے سوار اُس کے آگے
رہوار جو تیز تھے پری سے — تھک تھک کے گرے سکندری سے
غایب ہوا ابھر کے وہ طرارے — منہ دیکھکے رہ گئے یہ سارے
پیچھا کرتے وہ کیا ہرن کا — سب نشۂ مردمی ہرن تھا
تھک تھک کے گرے کھڑے کھڑے وہ — مر مر کے جیسے پڑے پڑے وہ
آہو کی تلاش مین تھے برباد — گر پڑکے غرض کی خاک آباد
ہر جا پہ گرے مثالِ جادہ — جادہ سے بنے بہرِ شاہزادہ
درماندہ و راندہ ہر نفر تھا — اُفتاد کو فوج کی جو دیکھا
شہزادہ نے اسپ کو اُڑایا — خود بادنے باد پا نہ پایا
آہو کا سراغ بر ملا تھا — پس ماندون کا ڈھیر نقش پا تھا
پیچھے تھا ہرن کے شاہزادا — آگے جاتا تھا وہ ہوا سا
ہر گام پہ اک چمن بناتا — صحرا رشکِ ختن بناتا
رفتار کا اُس کی یہ چلن تھا — جو نقش تھا برگ یاسمن تھا
اول ہی قدم پہ گر پڑا تھا — منہ دیکھکے سایہ رہ گیا تھا

سایہ کیا اُس کا ساتھ دیتا | گرتا ہی نہ تھا نشیب میں پا

صحرا میں پہاڑ ریت کا تھا | وحشت میں وہ گرد ہو پہاڑ تھا

ذرّوں کے ڈھیر سے بھی تھے اکثر | صحرا کے بگولے ریت کے پتھر

صحرا میں رفیق جب نہ پایا | کہسار کے بیچ قدم اُٹھایا

جب دامن کوہ ہاتھ آیا | دشت سے پہاڑ پہ چڑھایا

جاتا تھا جب میں شاہزادہ | با ... سے ارادہ

رحمت سے مگر وہ اوس کا | حالت ہوئی اسپ کی ردی تھی

رہوار سمند کی عقب گزاری | دی موت کو جان کی سواری

تھا شوق سوار یہ پیادہ | حیرانی تھی پیش پا فتادہ

طالع کی سمجھ کے ارجمندی | پستی سے چلا سوئے بلندی

پہنچا جو پہاڑ کو دکھایا | اونچا ہو ارادہ بلند پایا

دنبالِ غزال شاہزادہ | سرگرمِ تلاش پا پیادہ

کندھے پہ صبا کے جا رہا تھا | گھوڑے پہ ہوا کے جا رہا تھا

وہ بھی تھا مگر بلا کا آہو | اُڑ سر تا پا ہوا کا آہو

کچھ دور چمک کے جیسے تارا | نظروں سے چھپا وہ آشکارا

غایب جو نگاہ سے ہوا وہ | پردہ سا نظر سے اُٹھ گیا وہ

آنکھوں میں چھپا نگاہ ہو کے | سمجھا جادو کے تھے یہ دھوکے

آہو کے تھا گرد شاہزادہ | آثار سے سیر ہوا زیادہ

تکتا ششدر وہ چار سو تھا | دیکھا اک کوہ روبرو تھا

تھا سر بفلک کشیدہ وہ کوہ | سیارۂ ریگ کا تھا انبوہ
جگنو کی طرح چمک رہے تھے | کندن کی طرح دمک رہے تھے
حیرت جو ہوئی اُسے زیادہ | کہنے لگا دل میں شاہزادہ
مدت سے یہہ سنتے ہیں کہانی | موسیٰ کی زبانی لن ترانی
یہہ کوہ جو سامنے کھڑا ہے | اک پردہ سا ظاہر اپڑا ہے
شاید یہی جلوہ گاہ پائین | موسیٰ کی طرح سے دیکھ آئین
دل دیدکے شوق نے ستایا | مشتاقانہ قدم بڑھایا
اُس کوہ سے شاہزادہ پریزاد | ہمت سے بڑھا وہ پاک بنیاد
دو برجون میں آفتاب آیا | ذرّون پہ پڑا قمر کا سایا
درجے میں فلک رکاب تھا وہ | دو برجون کا آفتاب تھا وہ
مثلِ موسیٰ وہ آدمی زاد | آیا کوہِ دگر پہ دلشاد
شہزادہ سے پائی ارجمندی | دونی ہوئی اُس کی سربلندی
تھا شوق فرازِ کوہ لایا | قسمت نے نشیب کو دکھایا
ہم پایۂ عرش جو قدم تھے | لیتے کفِ ریگ پر وہ دم تھے
تھا رنگِ حنا کا یار جنکو | فرشِ گلِ ناگوار جنکو
خارون نے دیئے جو خار پر خار | صد برگ سے ہو گئے وہ افگار
آنکھون کی رہی یہ شان باقی | پانی کا نہ تھا نشان باقی
آنکھیں پانی میں پھیرتی تھیں | خالی وہ حباب رہ گئی تھیں
تلوے بھی نقط نہیں چھدے تھے | کانٹے تالو میں پڑ گئے تھے

جو یا خود آب کی ہوئی تھی — تالو سے زبان نکل گئی تھی

پر وہ لب کا اُٹھا رہی تھی — بے پردہ لبون پہ آرہی تھی

آئینہ دل تھا پُر کدورت — حیرت نے دکھائی غم کی صورت

تکلیف سے گھٹ گئی اداوے — گھیرے سختی کے تھے پیادے

نازک تھی طبیعتِ گرامی — جی کو بھی ڈبوتی تشنہ کامی

بے مہری سے مہر پیش آیا — جلتی ہوئی دھوپ مین جلایا

کیا قہر تھی مہر کی عداوت — وہ دن تھا پہاڑ سا قیامت

تھے بادِ سموم کے وہ جھونکے — جس شکل سے کوئی بچا جھونکے

جس رو سے گلاب منفعل تھا — جس رخ سے کہ آئینہ خجل تھا

پہنچا اُسے مہر سے یہ آزار — انگارے تھے گل سے منہ پہ رخسار

شعلے جو بھڑک رہے تھے منہ پر — جاتا تھا یہ رنگ رخ سے اُڑ کر

اُس دشت مین ریگ کی وہ گرمی — لوہے کو بھی دے رہی تھی نرمی

چکر مین تھا چرخِ چنبری تک — جلتے تھے وہان پہ پری تک

پر طایرِ روح کے سے جلے تھے — طوطے ہاتھون کے اُڑ چلے تھے

جاتے نہ حواس خمسہ کیونکر — خمسہ متحیرہ تھا ششدر

آتا تھا سخن وہان جو لب پہ — ہوتا تھا وہ دم مین بھاپ جل کر

چھوڑے دیتا تھا ساتھ سایا — اپنا جو تھا ہو گیا پرایا

وہ بدر ہلال ہو گیا تھا — خورشید زوال مین پڑا تھا

وہ مضطرب الحواس ہو کر — کہتا تھا یہ صید یاس ہو کر

اس غم کا بھلا علاج کیا ہو | اس روز کی فکر آج کیا ہو
چھاتی پہ پہاڑ ہین جو غم کے | ٹالے سے نہین ٹلینگے دم کے
سورج کی کرن سے ذرّہ ذرّہ | الماس کا ہو رہا تھا ریزہ
وہ تاب چمک دمک کہ گویا | الماس نگار تھا وہ صحرا
پُر زر ذرّون کا تھا خزینہ | انبار تھا ریت مین دفینہ
ہمت کا ملا تھا ظرفِ عالی | گنجِ قارون پہ خاک ڈالی
لایا نہ خیال مین مصائب | مردانہ چلا وہ ایک جانب
اُس لون مین وہان جو چل رہی تھی | کچھ تھوڑی سی راہ قطع کی تھی
سر پھرنے لگا اور تھک کر | کھاتا تھا نظر مین دشت چکّر
بیدم وہ ہوا ابھی جو دم پر | دم لینے لگا وہ بیٹھ دم بھر
لیکن نہ ہوا ذرا پریشان | از کردہ خود نہ تھا پشیمان
اللہ ری اُس کی پائے مردی | کہتا تھا یہی ہے جائے مردی
تقدیر تمک نہین کہ پھوٹے | کچھ آس کمر نہین کہ ٹوٹے
آئینہ نہین کہ ہون مین حیران | کچھ زلف نہین کہ ہون پریشان
ہمت نہین نقدِ دل کہ ہارون | دولت نہین غم کہ لات مارون
دل مین یہی کہہ رہا تھا وہ ماہ | تقدیر نے گُل کھلایا ناگاہ
صحرا مین چمن ہوا نمایان | ظلمات مین جیسے آبِ حیوان
بلبل سا وہ باغ باغ ہو کر | مستانہ چلا سوئے گُلِ تر
رفتہ رفتہ وہ راہ چلتا | ڈرتا ڈرتا قریب پہنچا

خرم ہوئی کشتِ زندگانی — سوکھے دھانون پہ آیا پانی
پانی نہ بھر آئے تشنہ ہین کیونکر — تشنہ کو ملا تھا عین کوثر
آرام چمن سے دل نے پایا — نکلا جو کھٹک رہا تھا کانٹا
دیکھا اک باغ رشکِ فرخار — درمانِ مرض دوائے آزار
دنیا مین بہشت کا نمونا — لیکن نزہت مین اس سے دونا
طنّاز نگار صحنِ ہستی — گلگونۂ نوعروسِ ہستی
جب سے ہوا یہہ گلِ یگانہ — غازہ کش چہرۂ زمانہ
گلزارِ ارم ہوا پریشان — خلدِ شدّاد دشت ویران
جنت مین ہین خال خال غلمان — گلشن مین چمن چمن ہین پریان
حورون کی جو شاخ وان لگی ہے — صورت مین یہہ خلد بھی پری ہے
اُس باغ مین اک شجر نیا تھا — پھل پھول سے برگ تک لدا تھا
اس مرتبہ تھی بلند ہر شاخ — طوبیٰ سے ملی تھی شاخ در شاخ
عشاق مین تھی یہہ اُسکی شہرت — ہر شاخ ہے اک صراطِ جنت
تھا بیچ شجر مین ایک رخنہ — کوثر کا بہا تھا اُس سے چشمہ
چشمہ مردہ دلون کا راحتِ جان — پانی اُس کا تھا آبِ حیوان
ڈوبا ہوا آب آب مین ہے — پانی یہی ماہتاب مین ہے
الماس مین یہہ جلا کہان ہے — پانی یہہ کہان ضیا کہان ہے
گوہر کی وہ آبرو تھا پانی — خورشید کا ماہرو تھا پانی
سرچشمۂ آفتابِ زیبا — اُس چشمے سے آب آب دیکھا

اُس چشمہ مین اسطرح تھا پانی
آنکھون مین ہے جس طرح سفیدی
کوثر کے لبون پر آ ملے تھے
اُبلا تھا حسد حباب ہنسے کے
پانی مین مزا نبات کا تھا
جانی آبِ حیات کا تھا
مینا مین وہ آب تھا گلابی
تھا جام مین رنگ آفتابی
پُرکیف تھا کیا اُس آب کا گھونٹ
ہر جرعہ تھا اک شراب کا گھونٹ
گزری ہین جہان مین جتنی عاشق
معشوق ہوئے ہین جو کہ صادق
اُس چشمہ کے گرد تھے فراہم
مصروفِ نیاز و ناز باہم
عاشق کے سوا بشر نہ دیکھا
سائے کا وہان گزر نہ دیکھا
عشاق نے دھوم تھی مچائی
نالون کی فلک پہ تھی چڑھائی
شیرین فرہاد کہہ رہا تھا
لیلا مجنون پکارتا تھا
وامق سے جھگڑ رہی تھی عذرا
تھا دامنِ یوسف اور زلیخا
نل محوِ نظارہ دمن تھا
وابستۂ زلفِ پُرشکن تھا
یوسف سے سوا عزیز کو تھا
اک شاہدِ دلنواز پیارا
تھا عاشقِ باصفا چترسین
پدماوت نازنین سے بے چین
فرخ تھی بکاؤلی شیدا
گلرخ تاج الملوک بھی تھا
اُس چشمہ آفتاب کے گرد
سیّارون کو تھا شراب کا ورد
میخوارون مین غلغلہ بپا تھا
ہر بونگ کا غل فلک رسا تھا
اک ایک پہ مست گر رہا تھا
دے جام کا شور برملا تھا
قاضی کی پگھ ایسی منہ لگی تھی
پھرتی تھی دہائی دخترِ رز کی

مر مر کے وہ مست جی رہے تھے
چھلک چھلک کے شراب پی رہے تھے

پی پی کے وہ مئے بہک رہے تھے
بلبل کی طرح چہک رہے تھے

اپنے قصے سنا رہے تھے
افسانے ہزار گا رہے تھے

نشے میں کوئی نہا رہا تھا
اک وجد میں کوئی گا رہا تھا

اک کرتا تھا عاشقانہ گفتار
اک پڑھتا تھا صوفیانہ اشعار

طنبورے پہ تھے بجا رہے گت
گت ناچ رہے تھے ہو کے بےگت

دیکھا جو وہ رقص عاشقانہ
مستانہ سنا جو وہ ترانہ

نہ گنبدِ چرخ ہو گئے دنگ
فق ہو گیا مہر و ماہ کا رنگ

محوِ شش و پنج ہفت اختر
سب کے تھے حواسِ خمسہ ششدر

چشمِ حیرت بنا سراپا
انگور کا خوشہ تاکتا تھا

اس جلسہ کو دیکھکر صنوبر
سکتے میں کھڑا تھا اک روش پر

نرگس حیرت سے دیکھتی تھی
سوسن جلکر یہہ کہہ رہی تھی

چشمہ ہوا نذرِ جام و ساغر
صد آفرین ایسی میکشی پر

کیا کھائی قسم ہے تو نے ساقی
اِک بوند نہ رہنے پائے باقی

تجھسے ہے یہہ التجائے سوسن
کچھ چھوڑ برائے اہلِ گلشن

کس یاس سے تک رہے ہیں دیکھو
سب بادہ کشانِ باغ تجھکو

وا بندِ قبا کیے ہوئے گل
ساغر ہیں لیے کھڑے پیے مُل

قمری کا غلام سروِ آزاد
مستِ گل عندلیب ناشاد

منت سے یہہ کہہ رہے ہیں ناکام
دو بہرِ خدا اس شراب کا جام

چشمِ حیرت کیے ہوئے وا | معشوقانِ چمن ہین گویا
پھرتا ساغر سے مُنہ نہین ہے | رندون کو ہزار آفرین ہے
تحسین کا شور برملا ہے | ہر لب پہ کلامِ مرحبا ہے
سودائے شراب وہ ہی سر مین | پی لین چشمہ کو اک نظر مین
شہزادہ جب اُس چمن مین آیا | ہنگامہ بپا عجیب پایا
جلسہ جو وہ دلفریب دیکھا | وہ ہوش و خرد رُبا تماشا
سمجھا کہ ہے کائنات افسون | بیداری مین خواب دیکھتا ہون
کرتا تھا کھڑا نگاہ گم صُم | کہتا تھا پھنسے طلسم مین تم
شہزادہ تھا ہوش باختہ و دنگ | اور راہ کی ماندگی سے دل تنگ
دیکھا جو وہ آبِ زندگانی | مُنہ پر پھر اُس گھڑے کا پانی
پژمردہ نے چشمہ دیکھ پایا | اُس آبِ حیات مین نہایا
جو جسم کہ گرد مین تھا پنہان | نکلا چشمہ سے ماہِ تابان
کھانے پینے کی چیز پائی | خواہش کی لگی ہوئی بجھائی
درماندہ تھا راہ کا تھکا وہ | اک سایہ مین جا کے پڑ گیا وہ
آنکھون مین جو شکل خواب پائی | کچھ صورتِ عیش ہاتھ آئی
آسایشِ خواب کا تھا جویا | غفلت کی وہ نیند بھر کے سویا

## تیسری داستان

### ملاقات کرنا ملکۂ رشک پری کا شاہزادۂ ماہ رخ سے

## اور مہمان رہنا شاہزادہ کا دو ہفتہ اُس طلسم نادر زمین -

کرنا ہے جو عاشقی کا سامان
نقطوں سے قلم ہوا گُل افشان

حالِ رشکِ پری رقم ہے
رشکِ بالِ پری قلم ہے

صفحہ پہ ہے کلکِ شعبدہ باز
جادو نفسی سے سحر پرداز

معجز رقمی سے کلکِ گلگون
یون کرتا ہے انکشافِ افسون

وہ نہر و چمن وہ جلکِ مل
تھا شعبدۂ طلسم بالکل

فرخ تھا خدیوِ باسعادت
تھی قاف سے قاف تک حکومت

اک رشکِ پری تھی اُسکی دختر
جانِ انسان پری کی دلبر

اُس حور کی سیرگاہ تھا باغ
فردوس کے دل پہ اُس کا تھا داغ

تھی عاشقِ ماہ رخ وہ گلفام
یہہ نام تھا اُس کے دل کا آرام

جاسوس نے اپنا وقت پاکر
مژدہ یہہ دیا پری کو آکر

کچھ آج عجیب گُل کھلا ہے
صحرا گلزار بن گیا ہے

روشن گُل کا چراغ ہے آج
جو نخل ہے باغ باغ ہے آج

بختِ صحرا اپنے کی جو یاری
شہزادہ کی آگئی سواری

مصروفِ شکار و صید ہے اب
خود صید شکار ہوگئے سب

مخبر نے جو یہہ خبر سُنائی
مُنہ مانگی مراد اُس نے پائی

سوسن سے کہا بہ مہربانی
درکار ہے تیری جانفشانی

لسّان و زبان دراز ہے تو
مشہور کرشمہ ساز ہے تو

باتوں میں اُسے لگا کے لے آ — جس طرح پھنسے پھنسا کے لا آ
سوسن کہ غضب تھی پُر شرارت — بولی ہنسکر خدا کی قدرت
ہمدم آپ کو شوقِ عشق بازی — دکھلاؤں میں اپنی کارسازی
یہ کہہ کے ہوئی روانہ خودکام — سو طرح کے مکر کے لیے دام
پہنچی صحرا میں وہ خود آرا — کرتی ہوئی چار سو نظارا
کہتی تھی کرو کچھ ایسی تدبیر — جو پٹ نہ پڑے مثالِ تقدیر
یکبار گی اُس نے کر کے جادو — قالب بدلا بنی وہ آہو
عنقا کے شکار کو چلی وہ — شہزادہ کے روبرو گئی وہ
صیاد کی فکر میں ہما تھا — تسخیر ہوا تھا صید جویا
اُلٹی تسخیر ہو رہی تھی — انسان کو پھانستی پری تھی
سوسن جو ہوئی اُدھر روانہ — تشویش کا مل گیا بہانہ
سودے کی بڑہی جو خودسری تھی — انسان کی منتظر پری تھی
دروازے پہ ٹکٹکی بندھی تھی — رستے پہ نظر لڑی ہوئی تھی
تھی بیم ورجا کی بے قراری — کہتی تھی یہی ہزار باری
کھلتا نہیں وجہ دیر کیا ہے — حیران ہوں میں کہ پھیر کیا ہے
کیا جانیئے دیر کیوں لگائی — کہکر گئی تھی ابھی میں آئی
دیکھا ناگاہ اُس کو آتے — پوچھا بے ساختہ پری نے
سوسن آئی کہا کہ آئی — لو گل پیئے عندلیب لائی
جس گل کے لئے بنی ہے بلبل — ہے باغ میں وہ کھلا ہوا گل

یہہ کہکے سنائی سب کہانی
اظہار کی اپنی جان فشانی

قالب وہ غزال سے بدلنا
حلقے سے وہ فوج کے نکلنا

لانا شہزادے کو لگا کر
چھپنا اپنا نظر بچا کر

پوشیدہ کیا وہ راز ظاہر
در پردہ کیا پری کو ماہر

سوسن سے سُنا تمام قصہ
بولی ہے فریب تیرا حصہ

تیرا ہی یہہ کام تھا مری جان
سوسن شاباش تیرے قربان

سینہ سے لگا لیا پری نے
ہوتے ہین صلہ کے یہہ قرینے

اس پردہ مین رازِ دل جتایا
تاکیدِ اکید سے بتایا

اس راز سے ہوشیار رہنا
اس پردہ کی پردہ دار رہنا

یہہ روزِ فراق جب ہو رخصت
آئے جو شبِ براتِ وصلت

جب ماہ ہو وسط آسمان مین
پھیلا ہوا خواب ہو جہان مین

سب سونے کی لالچی پڑے ہون
جھنڈے غفلت کے جب گڑے ہون

بند آنکھہ ہو بد نظر کی جس پل
غماز کے لب ہون جب مقفل

خواب آشنا چشم نرگسی ہو
نرگس کی بھی آنکھہ جب لگی ہو

ہو دزدِ حنا زمین کا پیوند
سوسن کی زبان بدی سے ہو بند

سوسن کہ ظریف تھی نہایت
بولی کہ حضور کی عنایت

قربان گئی کنیز بندی
لونڈی کی ہے کیون نہ بات بلندی

اس کار کا کیا صلا یہی ہے
انصاف کا مقتضا یہی ہے

ثابت کر دیجیئے خطا کو
لونڈی پہنچیگی خود سزا کو

دیکھا دنیا کا کارخانہ
نیکی کا نہین رہا زمانہ

لائی کا ہمین کو ہون اڑا کر
آئی ہون ابھی ہوا بتا کر

سوسن سے کہا پری نے ہنسکر
شوخی نے کیا ہے تجکو خودسر

آفت کی بنی ہے تو قیامت
تیری رگ رگ مین ہے شرارت

باز آئی نہ اپنی حرکتون سے
فرصت ہی نہین طراریون سے

سمجھی کہ زبان دراز ہے تو
کیا کوسون کہ چارہ ساز ہے تو

اے چرب زبان سمجھ تو دل مین
سختی نہین میری آب و گل مین

سمجھا تو مجھے ذرا خدارا
کیا رسم جہان نہین مدارا

کچھ رسم نئی نہین ہے منظور
دنیا کا سنو یہی ہے دستور

مہمان جو عزیز گھر مین آئے
یوسف کی طرح سمجھ کے لائے

خاطر سے سر آنکھون پر بٹھائے
دل جان سے اُس کے کام آئے

بولی سوسن کہ پھر مجھے کیا
لیلا نہین آپ یا زلیخا

الفت کا مجھے مرض نہین ہے
مطلب نہین کچھ غرض نہین ہے

عادت نہین اپنی دیدہ بازی
آتی نہین مجکو حیلسازی

چاہت کا نہین ہے ذوق مجکو
مردون سے نہین ہے شوق مجکو

ناجنس کی صحبت آشکارا
ہے ہے مرا دل کرے گوارا

کب مجھسے بھلا یہہ کام ہوگا
بدنام جہان مین نام ہوگا

مان باپ کو منہ دکھاؤنگی کیا
عصمت کھو کر مین پاؤنگی کیا

بدراہ اگر چلونگی مین راہ
مان باپ نہ جینے دینگے واللہ

مہمان ہو گا وہ جس کا ہو گا
سب کو انعام بانٹ دیگا

وہ یوسف چاہ تم زلیخا
مجنوں ہی کے واسطے ہے لیلا

بولی وہ پری بہ کج ادائی
اس منھ پہ یہ اس قدر رکھائی

ساتھی نہیں گر مری غرض کی
پھر آپ وہ ہیں کس غرض کی

مردوں کے نہ تھے جو تمکو لپکے
ہمراز ہوئی تھیں کیا جھپکے

ظاہر کرتی ہے بیحیائی
جامہ کی تمھارے پارسائی

ایسی بھی مجھے نہیں خوش آتی
اے گیسو بریدہ شوخ چشمی

اللہ رے تیرا شوخ دیدہ
آفت کی ہے تو دہن دریدہ

ہے شرط کہ جرم کی سزا دوں
گُدی سے تری زبان کھینچوں

ہنس ہنس کے ہمیں لگی رُلانے
بن بن کے ہمیں لگی بنانے

بھروپیاپن نہیں خوش آتا
مجھکو نہیں چونچلا یہہ بھاتا

بس ہو چکی دل لگی چلو جاؤ
صدقہ کچھ ہوش پر سے وارو

نخرے نہ بگھارو اب زیادہ
تنہا ہے چمن میں شاہزادہ

مہمانی کرو تم اُس کی جا کر
لیجانا مجھے بھی وقت پاکر

تیوری جو چڑھی پری کی پائی
سوسن نے وہیں زبان دبائی

آنکھوں سے وہ کہہ کے خادمانہ
گلشن کی طرف ہوئی روانہ

کہتی تھی ادھر یہہ رشک شمشاد
خود بین ہوتے ہیں آدمی زاد

اے حسن یہہ وقت دلبری ہے
تیری ہر اک ادا پری ہے

اے ناز دکھا کچھ اپنے انداز
ہو جا انداز سر بسر ناز

اے غشوہ کرشمہ بار ہو جا ۔۔۔ شوخی تو گلے کا ہار ہو جا

سب سے الگ کرو کچھ ایسا سامان ۔۔۔ شہزادہ ہو اکھ دل سے قربان

دیکھو نہ تمھاری بات جائے ۔۔۔ اِنسان پری کے ہاتھ آئے

حاضر ہوئی آکے خود نمائی ۔۔۔ آرایش حُسن کی سوجھائی

زینت کا خیال دل مین آیا ۔۔۔ آئینہ خواص نے دکھایا

اُلجھایا جو زلف عنبرین نے ۔۔۔ شانہ لیا دستِ مہ جبین نے

صیدِ دل کا خیال آیا ۔۔۔ زلفون کو کمندِ دل بنایا

موتی جب مو بمو پروئے ۔۔۔ تارون مین پڑے سیاہ ڈورے

سرمہ آنکھون مین کچھ لگایا ۔۔۔ جلوہ شبِ طور کا دکھایا

ابرو پہ سلائی کو جو پھیرا ۔۔۔ ظلمات کا بڑھ گیا اندھیرا

تابش سے گُہر کی تھا وہ طرا ۔۔۔ چشمک زنِ خوشۂ ثریا

ہر شانہ پہ دام مو بچھا کر ۔۔۔ بیٹھی ہے صیدِ دل وہ خود سر

ہلکا ہلکا نفیس زیور ۔۔۔ الماس و گُہر کا کچھ پہن کر

جوڑا پوشاک کا وہ پہنا ۔۔۔ جس جوڑ کا جوڑ تھا وہ گہنا

اُترا جوڑا جو تھا بدن کا ۔۔۔ وہ باغ مین گل کا پیرہن تھا

ششدر ہوئی دیکھ اپنی صورت ۔۔۔ بڑھتی گئی حسن خیز حیرت

بُلوائین خواصین چند ہمراز ۔۔۔ شب کے پردے مین تھین جو دمساز

پہنا کے لباس و زیورِ نور ۔۔۔ اُن سب کو بنا کے غیرتِ حور

اُس مہ نے کیے وہ چند اختر ۔۔۔ ہمراہی کے واسطے مقرر

سوسن کا تھا اضطرار اُس کو ہر لحظہ تھا انتشار اُس کو
بیتاب تھی شوق سے تھی بسمل غالب تو یہان تھا باغ مین دل
بیٹھی تھی اِدھر یہہ دل شکستہ پہنچی وہ ہدہد خجستہ
اُس نے جو کہا چلو چمن مین پھولی نہ سمائی پیرہن مین
بلقیس نمط چلی خرامان با رشکِ پری سوئے سلیمان
پریان حلقہ زدہ تھین ہمراہ ہالے مین چلی وہ غیرتِ ماہ
جاتا تھا پئے قرانِ خورشید عقدِ پروین شگفتہ اُمید
اُس شب کا یہہ ماجرا تھا گویا مہتاب تھا آفتاب جویا
انجم کا زمین پہ کاروان تھا یا بقعۂ نور اک روان تھا
تھے سروِ روان مگر چراغان یا شعلۂ طور تھا خرامان
یا ماہ کے گرد تھے ستارے یا شعلے کے ساتھ تھے شرارے
انجم وہ ملے تھے آکے باہم جملہ سعدین تھے فراہم
دیکھا جُھرمٹ مین ماہ پارا ٹوٹا پڑتا تھا ہر ستارا
حورین صورت پہ مر رہی تھین ہمراہی مین جان کر رہی تھین
ٹوٹی پڑتی تھین شکلِ اختر صدقے ہوتی تھین اُس پری پر
سیارون کی انجمن روان تھی اُس ماہ کی راہ کہکشان تھی
گھٹتا گیا جس قدر کہ جادہ بڑھتا گیا شوقِ دل زیادہ
اِنسان کی بو جو اُس نے پائی قالب مین پری کے جان آئی
جلدی جلدی قدم بڑھا کر آئی شہزادہ کے برابر

دیکھا جو وہ آفتاب صورت
حیرت نے بنایا اُس کو مورت

پیدا ہوئی سنسنی بدن مین
پھرنے لگا خون سارے تن مین

خاموش پری تھی محوِ دیدار
نیک و بد سے نہ تھا سروکار

ارمان سا پری کے دل مین آیا
آنکھون مین نگاہ سا سمایا

تن دادۂ کشمکش تھی وہ ماہ
تھی شوق وحیا مین جنگ ناگاہ

اک ولولۂ محبت آیا
بے پردہ حجاب کو اُٹھایا

آہستہ اُٹھا کر اُس کے سر کو
فردوس بنایا اپنے بر کو

کر کے نظرون مین پیار اُسکو
دل کا کیا خانہ دار اُس کو

قسمت سے پڑا ہوا جو پایا
سوتے ہوئے بخت کو جگایا

چار آنکھین ہوین بہم جو ناگاہ
کھینچی بے اختیار اک آہ

آنکھین تھین یا شہاب ثاقب
چمکے دو بخت کے کواکب

نظرین تھین یا چھری کٹاری
دونون کو ملی جگر فگاری

دونون کے دلون سے ہوگئے پار
دو تیرِ نگاہ تا بہ سوفار

زخمی یہہ اِدہر اُدہر وہ گھائل
دونون کے حواسِ خمسہ زائل

جاگا جب وہ بلند پایا
سر زانو پہ اک پری کے پایا

خوش ہو کے کہا کہ چشمِ بد دور
بالین پہ مرے ہے جلوۂ طور

مجھپر نہ ہو کیون خدا کا سایا
سر پر ہے مرے ہما کا سایا

کہتا تھا کہ خواب ہے مقرر
چشمہ نہین ہے یہہ نہر کوثر

یہہ باغ ہے بوستانِ جنت
اللہ نے حور کی عنایت

دل مین ہوا شاہزادہ خورسند
کہنے لگی وہ نگار کیا خوب
انسان کا بخت جب ہو بیدار
اُس شخص سے یہہ کرو بہانے
قربان مزاج کے تمھارے
یہہ کہکے پری نے سر اُٹھایا
اُلفت مین ہوا جو مبتلا وہ
اُٹھتے ہی ہوا پری کے قربان
مین اس خفقان مین مبتلا ہون
فرمایئے ہو یہہ وسوسہ دور
ہنگامہ جو روبرو بپا ہے
بولی وہ نگار مسکرا کے
احوال ہو منکشف ہمارا
منظور اگر نہ ہو بہانہ
بولا وہ پری سے شاد ہوکر
وہ رشک پری کا ہوگی مہمان
بولی حیرت سے وہ گل اندام
بیوجہ نہین کلام میرا
سمجھا رشک پری سے یہہ ماہ

آنکھین کرلی وہ سے مین بھر کر
یہہ بھی کوئی خواب کا ہے اسلوب
سونا اُس کو نہین سزاوار
بیداری و خواب جو نہ جانے
رحم آیا نہ ذرا تو پہ ہمارے
ذرا تو عوض ہوس نکالا
اُس صورت سے وہ اولے اُٹھا وہ
صدقے ہو کر کہا مری جان
بیدار ہون یا کہ سو رہا ہون
آدم ہین پری ہین آپ یا حور
اصلی کہ نمود سیمیا ہے
تم ظاہرا خواب مین ہو جاگے
تکلیف اگر کرو گوارا
کچھ دور نہین غریب خانہ
انسان کا یہہ کہان مقدر
جو وقت کا اپنے ہو سلیمان
شاید ہوتا ہے تمکو الہام
جانا کس طرح نام میرا
پاسخ اُس نے دیا کہ واللہ

یہ نامہ عزیز از دل ہے دلبر ۔ گندہ ہے مرے نگینِ دل پر
کرتے ہوئے پیار کی وہ باتین ۔ پہنچے کاشانۂ پری مین
بارہ دری اک بلور کی تھی ۔ گویا کہ ڈھلی وہ نور کی تھی
آغوش کشادہ تھے وہ در یا ۔ تھی عشق کی چشمِ منتظر وا
گویا کہ سجی عروس رعنا ۔ نوشاہ کا دیکھتی تھی رستا
رفعت مین فلک قباب تھی وہ ۔ منزل تھی وہ آفتاب کی وہ
داخل ہوئے جیسے جان تن مین ۔ دو روحین در آئین اک بدن مین
اک برج مین تھا قرانِ سعدین ۔ ہو دیکھ کے جس کو روح بیچین
دو مہر دارید اک صدف مین ۔ ثانی جن کا نہین نجف مین
اک بیت مین اجتماعِ ضدین ۔ گلزارِ جہان کے زینت و زین
بیٹھا مسند پہ مثلِ جسم کے ۔ شکل نقشِ مراد جسم کے
تھی رشکِ پری عروسِ تقدیر ۔ بیٹھی پہلو مین شکلِ تصویر
زانو سے ملا کے یار زانو ۔ دونون بیٹھے تھے چار زانو
دونون مسند نشینِ اقبال ۔ تھے باجاہ و جلال و اجلال
رونق دہِ جا بالشِ ناز ۔ باہم ہوئی چھیڑ چھاڑ آغاز
شہزادہ نے دل مین مسکرا کر ۔ زانو آہستہ سے دبا کر
اُس گل سے کہا کہ جانِ عاشق ۔ صدقے روح و روانِ عاشق
گو حسنِ بتان ہے بیوفائی ۔ ہے وعدہ کے واسطے وفائی
سر کو اُس شوخ نے جھکا کے ۔ نیچی کر کے نظر حیا سے

سو نازو ادا سے لب کو کھولا | باتون مین یہہ اُس نے گہر کھولا
یہہ امر ہوا اب آشکارا | جلدی کا مزا چکھے تمہارا
تمنے یہہ سُنا نہین ہے شاید | دیر آید اگر درست آید
ہر بات مین تھا نبات کا لطف | اُس جان سے تھا حیات کا لطف
مصری کی ڈلی ہر ایک فقرہ | یا قند و نبات کا تھا کوزہ
خاموش ہوئی وہ ماہ پارہ | سوسن کی طرف کیا اشارہ
تھی منتظرِ اشارہ سوسن | اُٹھی مثلِ شرارہ سوسن
اربابِ طرب کو لیکر آئی | اسبابِ طرب کو لیکر آئی
موجود کیا بہ تیز دستی | سامانِ نشاط و مے پرستی
نرگس نے شراب کیتکی کی | بھر بھر کے گلابیون مین رکھی
مسرور دماغ دل ہوا تر | دونون نے پیئے جو چار ساغر
سازندے جب ملا چکے ساز | مطرب نے کیا سرود آغاز
وہ طبلہ نواز تھا طبلیا | تھا بامِ فلک پہ جس کا ٹھیکا
انسان کیا حور کی پری کی | سنگت کرتا تھا مشتری کی
پروین عروسِ دلربا کے | اسرار کے بول بج رہے تھے
الفاظِ غزل تھے صورتِ دُر | نورانی گلے تھے نور کے سُر
مطرب نے بصد شگفتہ روئی | گائی یہہ غزل بجوش گلوئی

## غزل

ساقی قدحِ خرد رُبا دے | مطرب لحنِ جنون فزا دے

بیٹھے ہین باہم محب و محبوب ۔۔۔ ہان بادۂ وصل سے چھکا دے
روکا دونون کو بیخودی نے ۔۔۔ جام مئے بیخودی پلا دے
دکھلا دیر و حرم کا جلوہ ۔۔۔ کافر جامِ جہان نما دے
شب عیش و نشاط مین سحر کی ۔۔۔ آغوش مین غیرتِ قمر کی

## چوتھی داستان

## رخصت ہوکر جانا شاہزادۂ ماہ رخ کا ملکۂ رشک پری سے جانب ملک ماچین کے اور بیقرار ہونا ملکۂ رشک پری کا صدمہ فراق شاہزادہ ماہ رخ مین ۔

درپیش فراق کا قلق ہے ۔۔۔ اندوہ سے خامہ سینہ شق ہے
رعشہ کفِ دست مین ہے طاری ۔۔۔ اللہ رے قلم کی بیقراری
پانچون انگلیون مین تڑپ رہا ہے ۔۔۔ قرطاس پہ زلزلہ بپا ہے
نیچا کیے سر قلم ہے گریان ۔۔۔ معنی کی پرو رہا ہے لڑیان
جہان مہِ نیم ماہِ یکتا ۔۔۔ اُس برج مین نیم ماہ ٹھہرا
چھائی شبِ غم کی پھر اندھیری ۔۔۔ یہہ چاندنی بس تھی چار دن کی
پھر داغِ جگر یہہ رنگ لائے ۔۔۔ بھولے ہوئے بہائی یاد آئے
کی آنکھون سے اشک نے روانی ۔۔۔ چشمون نے بہایا بند پانی
مدہوشِ الم وہ ہوش رفتہ ۔۔۔ وہ منزلِ غم کا پا شکستہ

گم کردہ کاروان و منزل | کھویا ہوا آپ آپ سے دل
سونچا یہہ بجائے خود بفرہنگ | رخصت کا نکالیئے کوئی ڈھنگ
دل گو کہ ہے طالبِ حضوری | الفت کو پسند کب ہے دوری
ہے پاسِ وفا کو پردہ پوشی | گویائی کو شرم سے خموشی
لیکن ہے علاجِ درد منظور | مرہم کی تلاش بہرِ ناسور
پھر سوچ سمجھ کے عاشقِ زار | قدمون پہ گرا پری کے اکبار
پکڑے قدم پری بشر نے | یہہ سمجھی کہ سر اُٹھایا شر نے
چاہا کہ لگائیے گلے سے | اُٹھا نہ وہ سر قدم تلے سے
بولا وہ بشر کہ قول کیجیے | قدمون کے طفیل ہاتھ دیجیے
بولی ترے ساز کی قسم ہے | اس ناز و نیاز کی قسم ہے
نازک بدنی ہے میری شاہد | گل پیرہنی ہے میری شاہد
ہے گل بدنی گواہ میری | گلبرگ تنی گواہ میری
غنچہ دہنی کی اپنی سوگند | اس کم سخنی کی اپنی سوگند
کاہش پہ نظر نہ کی ہاری | منہ تھک گیا اور زبان ہاری
محشر نہ بپا ہو سر اُٹھاؤ | حسرت سے ملو گلے سے آؤ
رو کر ہوا طالب اجازت | دل نے کہا جان سے کہ رخصت
استادہ سفر پہ شاہزادہ | افتادہ پری مثالِ جادہ
دلدار کو وان سفر کا آہنگ | یان رنج سے پری کے اُڑ گیا رنگ
چلنے پہ تعین وہان وہ بیکس | یان آپ تو کیا نہ چل سکا بس

آمادہ بہ کوچ واں وہ دلریش
یاں روح کو تن سے کوچ درپیش

واں ماہِ دو ہفتہ مائلِ سیر
یاں رشکِ پری کا حال تھا غیر

رفتار کے عزم کا وہاں ڈھنگ
خود رفتہ ہوئی یہاں یہ دل تنگ

واں جذبۂ دل کو شوقِ منزل
یاں قیدِ الم سے پاے درگل

واں تلووں میں شکلِ خار پیدا
آئینۂ دل میں یاں ہویدا

واں فکر کہ پیشِ منزلِ چند
یاں سلسلۂ حیا سے پابند

واں فکر کہ اب چھٹا وہ داماں
یاں قصد کہ دست اور گریباں

واں پہلو میں دل لگا مچلنے
یاں رنگِ حنا لگا بدلنے

خاموش وہاں وہ کشمکش میں
بیہوش یہاں پری تھی غش میں

دل کھو کے پری کو ہوش آیا
دلدار کو سینہ سے لگایا

لپٹا کے گلے کہا مری جان
اس جان کا رہے خدا نگہبان

چلنے میں مرے جو شر نہ ہوتا
ناموس کا کچھ ضرر نہ ہوتا

میں طفلِ سرشک سی مچلتی
سائے کی مثال ساتھ چلتی

رشتہ نہیں ہمدمی کہ ٹوٹے
کیا ساتھ ہوائی ہے کہ چھوٹے

کچھ ور و ہواس ہے کہ جائے
کیا صبر بھی سوت ہے کہ آئے

دل نقشِ قدم نہیں کہ ٹھہرے
دم کیوں نہ رکے ہیں غم کے پہرے

دم اور یہ غم عدو ہیں باہم
کٹ جائے جو سر تو ہوں یہ ہمدم

آنکھوں سے پری نے ماہ رخ پر
یاقوت و گہر کیے نچھاور

پھر اپنا دکھا کے اس کو زیور
بولی وہ نگارِ یاسمن بر

مین حلقہ بگوش ماہ رخ ہون
بالے کانون کے کیون نہ ویدون

بجلی دیکھہ کہا کہ جانی
بیتابیِ دل کی ہے نشانی

لیجا مرا موتیون کا مالا
اشکون کی ہے یاد دینے والا

دیکہ اُسے طوق پھر وہ بولی
یہہ طوق ہے یادگارِ قمری

بولی زنجیر دیکھے ناکام
الفت کا ہے پیشِ پا یہہ انجام

رخصت تیری اس انجمن سے
رخصت ہے بہار کی چمن سے

دلدار تو بن کے لے چلا دل
رکھنا الفت سے ہے یہہ بسمل

ہے جان مری یہہ دل نہین ہے
نازون کا پلا ہے نازنین ہے

مچلے یہہ تو گود مین بٹھانا
غش آئے تو زلف کو سونگھانا

روئے یہہ تو اس کو پیار کرنا
تڑپے تو گلے کا ہار کرنا

گھر اس کا ہے پہلوِ بتان مین
گھبرائے نہ یہہ نئے مکان مین

شہزادہ دلِ پری کو لیکر
دل اپنے عوض پری کو دیکر

رخصت ہوا آہ با دمِ سرد
ٹھنڈے ٹھنڈے چلا دمِ سرد

دلدارِ پری پری سے چھوٹا
دل ٹوٹ گیا پہ دم نہ ٹوٹا

دو درد مین کشمکش بہم ہے
دلدار کی یاد دل کا غم ہے

کہتی تھی اُدھر تو دل کو بھیجا
اب مُنہ کو ہے آرہا کلیجا

ہونے کو جگر بھی ہے دوپارا
ایجان کہین نکل خدارا

دلدادہ ہون آہ کیا کہون مین
بیدل کیونکر یہہ غم سہون مین

سینے پہ بجائے دل رکھا ہاتھ
کہنے لگی دل ترے خدا ساتھ

چھائی ہوئی چہرہ پر اداسی — صورت سے عیاں تھی بدحواسی
کھو اپنے حواس و عقل بیٹھی — بیٹھے ہوئے دل کی شکل بیٹھی
گو زیست سے لاکھ ہو خفا دم — نکلے کیونکر رکا ہوا دم

## پانچوین داستان

حسد کرنا نرگس کا اس صحبت ماہ رخ و رشک پری پر اور چغلی کھانا اُس کو دیو کا ملکۂ غیرتِ حور یعنے مادر رشک پری سے اور جانا ملکۂ غیرتِ حور کا باغ سوسوئہ طلسم نادر مین واسطے انکشاف حال کے

وا ہونے پہ ہے جو غنچۂ راز — خار کی ہے سرنوشت غماز
گردش کے جو آگئے کچھ ایام — ہونے لگا راز طشت از بام
نرگس تھی خواص اک نظر باز — چالاک شریر شوخ غماز
منظور نظر تھی عیب بینی — مرغوب زبان تھی نکتہ چینی
غیبت کرنا تھا کام اُس کا — لُتری رکھا تھا نام اُس کا
رہتی تھی حسد کا دیدہ کور — چغلی کھاتی تھی وہ چغل خور
مادر کی طرف سے تھی وہ طرار — ناموس کے غنچہ کی نگہدار
واقف ہوئی راز سے وہ عاقل — نادان نہ تھی جو رہتی غافل

بے دید نہ کر سکی خموشی ‏ ‏ کن آنکھون سے کرتی چشم پوشی

خاطر پژمردہ انجمن سے ‏ ‏ برداشتہ دل چلی چمن سے

افسردہ دل و ملول و رنجور ‏ ‏ پہنچی بہ حضور غیرتِ حور

سر خم کرکے برائے تعظیم ‏ ‏ آداب سے عرض کرکے تسلیم

حرفِ آشنا لب کیو عرض سے ‏ ‏ کھولے مدِ نظر کے عقدے

کی عرض کہ اے جنابِ والا ‏ ‏ اقبالِ حضور ہو دوبالا

آنکھون کی قسم پتا لگایا ‏ ‏ لو زخمِ جگر کا چور پایا

اندھیرے یہہ چاندنی مین دیکھا ‏ ‏ ظلمات کو روشنی مین دیکھا

اسلام سے کفر مجلس آرا ‏ ‏ کعبہ سے ملا ہوا کلیسا

مسجد کی حدود مین خرابات ‏ ‏ بیدون کے نقوش حرفِ آیات

ہے وردِ زبان جرس کو تکبیر ‏ ‏ واعظ کی زبان بتون کی تفسیر

قاضی کی جبین پہ سرخ قشقہ ‏ ‏ مفتی کا ہے مغبچہ کا نقشہ

تصویرِ صنم کی آڑی ہیکل ‏ ‏ ہے گردنِ شیخ مین حمائل

دل کفر کا نور سے مجلّٰی ‏ ‏ ہندو کی ہے آسنی مصلّٰی

زُنّار سے صوفیون کا رشتہ ‏ ‏ گرجا مین جرس بکف فرشتہ

قُطّاعِ طریق راہبر ہے ‏ ‏ رہزن کے لباس مین خضر ہے

سجادہ نشین ہر ایک موبد ‏ ‏ بتخانہ بنی ہوئی ہے مسجد

ناقوس بلب ہوا موذن ‏ ‏ زُنّار بدوش پاک باطن

تسبیح بکف بتانِ پُرفن ‏ ‏ انگشت بگوش ہے برہمن

مومن ہے سجود بت مین بیباک
رخسار صنم ہی مصحف پاک

سیلان پری دل بشر پر
کافر کا عمل خدا کے گھر پر

نرگس نے کہا بچشم پرنم
گل کا نہ پڑے چمن مین ماتم

بدلی ہوئی ہے ہوائے گلشن
اڑتی نہ پھرے ردائے گلشن

رنگین نہ کہین ہو چادر گل
خمیازہ نہ کھینچے شکل سنبل

مرجھائے نہ برگ یاسمن پر
کملائے کہین نہ وہ گل تر

غنچہ نہ چٹک کے پھول ہوجائے
نیرنگ چمن کو طول ہوجائے

ہو سرخ نہ گل کی شکل دامان
تا چاک نہ چاک ہو گریبان

شبنم سی نہ آبرو کو کھوئے
اشک خجلت نہ منہ کو دھوئے

شمع خلوت نہ گل فشان ہو
گویا پروانہ کی زبان ہو

ہم بستر خواب ہو نہ سبزہ
کھل جائے نہ کچھ نیا شگوفہ

ہر دم کی خلش نہ خار ہوجائے
گلچین نہ گلے کا ہار ہوجائے

ایسا نہ ہو جیسے یاسمن کی
کلیان کھل جائین پیرہن کی

ہون بلبل و گل کہین نہ ہمخواب
پیدا فتنہ کے ہون نہ اسباب

ہوجائے وہ گلبدن نہ داغی
پروانہ لے شمع سے چراغی

ڈر ہے کہ صبا نہ لے اڑے راز
فتنہ ہے یہہ ایک فتنہ پرداز

اس مشک کی بو کہین نہ مہکے
یہہ بلبل خوش لوا نہ چہکے

شبنم نہ ہو نذر پرتو خور
بیدھا جائے کہین نہ وہ ڈر

لالے پہ کہین نہ اب پڑے اوس
گل کا نہ کہین ہو خار پابوس

مل دل کے کہین وہ شوخ گلرو　　باسی پھولون کی وہ ... نہ خوشبو
آئے نہ کسوفِ شمس مین ماہ　　اندھا نہ کرے یہہ بادلی چاہ
برسے نہ صدف پر ابرِ نیسان　　قابض نہ پری پہ ہو پری خوان
ہو اب نہ یہہ روسیاہی روشن　　گل ہو نہ کہین چراغِ گلشن
سوسن کی زبان نہ طعنہ زن ہو　　پامالِ خزان نہ یہہ چمن ہو
کانون پہ رکھے نہ ہاتھ شمشاد　　انگشت بلب ہو سروِ آزاد
نرگس کی نظر سے گر نہ جائے　　شبّو نہ اب انگلیان اٹھائے
جوہی نہ ہو محوِ عیب جوئی　　چنپا سے ملے نہ زرد روئی
رسوا نہ ہزار ہو گلون مین　　ہو گل کی ہنسی نہ بلبلون مین
گلچین نہ بہارِ باغ لوٹے　　غنچہ نہ یہہ سر بمہر لوٹے
مجکو یہہ خیال ہے کہ یہہ راز　　بے پردہ نہ ہو بہ پردہ ساز
داغِ عصمت نہ ہو جوانی　　قصہ نہ کہین ہو یہہ کہانی
اڑتی سی خبر جو اس نے پائی　　آندھی کی طرح سے کی چڑھائی
شعلہ سی بھڑک اٹھی وہ　　بجلی سی تڑپ تڑپ گئی وہ
گلشن مین گئی خزان کی صورت　　دیکھا کہ وہ بت تھی غم کی مورت
محوِ حیرت نہ کچھ پری تھی　　بارہ دری کو بھی ششدری تھی
ہے رشک سے اب تو غیر حالت　　دل سے ہے دعا بصد لجاجت
یارب اسی شکل باز دے یار　　مرزا کے گلے سے ہون کبھی ہار
وہ غیرتِ صد چمن بر و دوش　　عاشق کی نہین بہارِ آغوش

روز بھی ہو وے شب کہ نصیب پیا پن | بازو پہ ہے سر پریشان
وہ بیان ہو جو کہ شب یار تن ست | دل تازہ ہو نکہت بدن سے

## چھٹی داستان

پوچھنا ملکۂ غیرت حور کا ملکۂ رشک پری سے سبب افسردگی و خاموشی کا اور جواب دینا ملکۂ رشک پری کا بھولے پن سے ناواقفیت کا اور دریافت حال کرنا ملکۂ غیرت حور کا سوسن خواص رازدار سے اور بیان کرنا سوسن کا اک حکایت فریب آمیز اور واپس جانا ملکۂ غیرت حور کا کوہ قاف کو

کرتا ہے سکوت بت جو تحریر | سکتے مین قلم ہے شکل تصویر
پیش آئی ہے سفر نوشت تقدیر | گم صورت بت ہوئی ہے تقریر
دیکھا رشک پری کو خاموش | تقریر قلم نے کی فراموش
پہنا ہے جو خامشی کا جامہ | ترشی ہوئی ہے زبان خامہ
تحریر حروف کا ہے جو یا | خامہ کی زبان نہین ہے گویا
خاموشی سے اسکی تنگ آکر | مادر نے کہا یہہ طیش کھا کر
کیا ٹوٹی نصیبون پہ قیامت | کیا آئی ہے دشمنون کی شامت

کسواسطے ایسی سرنگون ہے | اس پردے مین کونسا فسون ہے
کمبخت کہین لبون کو وا کر | زانو سے ذرا جبین جدا کر
منہ پھیر مری طرف اُٹھا سر | کیون مُہرِ سکوت ہے لبون پر
کاکل کی طرح ہے کیون پریشان | کیون صورتِ آئینہ ہے حیران
رخ زرد ہے کیون ہے چشم نمناک | کل ہنستی تھی آج کیون ہے غمناک
کیون جوش پہ ہے سرشکباری | کیا غم ہوا ایسی جان تمہاری
چھوٹی ہوئی ہے جو رخ پہ مہتاب | کس شکل سے دل ہوا ہے سیماب
اُڑتی رخ پر ہوائیان ہین | ظاہر ہوتی بُرائیان ہین
پُرزے پُرزے ہے جیب و دامان | صد چاک ہوا ہے کیون گریبان
کعبہ رخ کو بنا دیا ہے | پردہ گیسو نے کیون کیا ہے
کس کی خاطر ہے سو پریشان | ڈالی الجھن مین کیون مری جان
گلبرگ سے تر جو تھے لبِ تر | کانٹے سے پڑے ہین خشک ہوکر
گالون پہ یہ چھائی ہے اُداسی | دو پھول گلاب کے ہین باسی
بکھرے بالون نے رخ چھپایا | مہتاب پہ ابرِ غم ہے چھایا
کس زلف کے پیچ کا ہے پھندا | بھولی سب کام کاج دھندا
آنکھین ہین کہین تو دل کہین ہے | حیرت سے نظر سوئے زمین ہے
کیا کھو گیا سوچ مین ہے کس کے | گم عقل ہے ایسی محویت سے
آسیب ہے جن ہے یا پری ہے | جادو ہے جنون ہے خودسری ہے
بے طور ہوئے یہ طور پیدا | کردے نہ یہ بیخودی زلیخا

آئینۂ رخ ہوا ہے میلا　　سودے سے بنا ہے زلفِ لیلا

اے باؤلی چاہ مین نہ پڑنا　　پاداش ہے ایڑیان رگڑنا

تنگ آکے نہ جامے سے گزرنا　　حرمت پہ مری نگاہ کرنا

حالت غم سے ہوئی ردی ہے　　دیکھین قسمت مین کیا بدی ہے

پڑتا ہی نہین پری پہ سایا　　کھلتا نہین بھید یہہ خدایا

اس روز سیہ کے خوف نے تھا　　پُتلا مجھے وہم کا بنایا

بو گُل کی نہ تھی کبھی سونگھاتی　　بُلبل کو کبھی نہ تھی سُناتی

قُمری کی دکھاتی تھی نہ صورت　　پہناتی نہ ڈر سے طوقِ منت

گلشن مین جو بہر سیر جاتی　　صرصر کی طرح اُڑا کے لاتی

سوسن نے نہ سحر کر دیا ہو　　چُھکے سے نہ ہمزبان کیا ہو

نرگس کی نہ بد نظر لگی ہو　　شبنم کی طرح مٹے نہ رو رو

شہنائی بجا رہی تھی شبو　　سُنتے سے نہ اُس کے گُل کھلا ہو

پرسش مین بہت کی گرمجوشی　　پایا نہ جواب جز خموشی

مان اُس کی جو تھی عقیل و ہشیار　　اس فن مین کمال تجربہ کار

سمجھی کہ یہہ عشق کے ہین نیرنگ　　لب خشک پڑی ہین زرد ہے رنگ

آنسو کہ جوابِ ہر سخن ہین　　گویا عوضِ لب و دہن ہین

حق حافظِ حرمتِ بشر ہے　　ناموس مین عشق رخنہ گر ہے

اس کلمہ سے پیچ و تاب کھا کر　　اُس رشکِ پری نے تلملا کر

پاسخ یہہ دیا مین غم کی ماری　　کیا جانون ہے کیا جگر فگاری

کیا چیز ہے عاشقی کا سودا
لیلیٰ تھی کس طرح زلیخا

اے مادرِ مہربان خدارا
طعنون کا نہین جگر کو یارا

پاکر یہ جواب غیرتِ حور
کہنے لگی خسروِ چشم پرور

کب عشق چھپائے سے چھپا ہے
شب رنگ کا سراغ نقشِ پا ہے

سوچی دل مین کہ غیرتِ حور
پوشیدہ کی ظاہر سے ہے مشہور

جھنجلا کے خواصون پر نظر کی
فرمایا کہ خوب تمنے شر کی

چپ دیکھ رہی ہو کیا بنی ہے
خاموشی تمہاری دشمنی ہے

سوسن کہ خواص رازدان تھی
ہم عمر تھی اور ہمزبان تھی

بلوا کر اُسے بصد بہانہ
منگوا کے دکھا کے تازیانہ

بہلا کے کبھی کبھی ڈرا کر
فرمایا قریب اُسے بلا کر

سچ کہہ کیا راز دلبری ہے
اس شیشہ مین کونسی پری ہے

تھرا کے لرز کے خوف کھا کر
کی عرض ادب سے سر جھکا کر

دون وجہ بتا غمِ نہان کی
پاؤن جو امان اپنی جان کی

غارتگرِ روز لیلئ شب
سر کشتۂ طورِ جلوۂ رب

کھولے ہوئے کاکلِ سیہ فام
صبحِ رخ پر کیے ہوئے شام

شانون پہ پڑے دراز گیسو
اور تا بکمر وہ عنبرین مو

رکھے ہوئے تاج ماہ سر پہ
پہنے ہوئے زیورِ منور

انجم کی سی چنے جبین پر افشان
رخ شفقِ نو سے قرصِ تابان

پہنے ہوئے حلۂ مکلل
ڈالے ہوئے کہکشان کی ہیکل

[illegible] — سرتا بہ قدم بنی ہوئی نور

زہرہ کا لیے چراغ بر کف — ہمراہ لیے نجوم کی صف

گلزار میں سیر کرتی آئی — شبنم کے گہر لٹاتی آئی

اس شب کہ تھی نسیم شب عطر — آلودہ تھی وہ روش روش پر

مہتاب میں ہر روش خرامان — پامال چمن چمن خیابان

تلووں میں نہ تھی حنا کی لالی — سبزے کا تھا خون پائمالی

کرتی ہوئی سیر ہر چمن میں — آئی وہ نگار انجمن میں

اک شمع بنی ہوئی تھی روشن — پرتو سے چمک رہا تھا گلشن

پروانے ہزار گر رہے تھے — اس شمع کے گرد پھر رہے تھے

پروانوں میں تھی پری بھی شامل — جان بازوں کے شغل میں شاغل

کرتی تھی وہ شمع رو نظارا — ان سوختہ دل جلے ہوؤں کا

پروانہ تھا ان میں ایک خوش رنگ — تھی شکل پہ اس کی انجمن دنگ

بے مثل یگانہ اور یکتا — تھا شمع کی جان وہ پتنگا

بیتاب تھا بے قرار بے چین — تھی شمع کی اس سے زینت و زین

بیباک تھا اپنی خود سری سے — فی الفور لپٹ گیا پری سے

شفاف و صفا وہ لوح سینہ — پروانہ تھا اس پہ یا نگینہ

جادو تھا کہ سحر یا فسون تھا — آسیب تھا عشق یا جنون تھا

آتا نہیں کچھ سمجھ میں کیا تھا — کیا جانیے کون سی بلا تھا

گرتے ہی گیا پری کو بے ہوش — اٹھتے ہی ہوئی وہ شمع خاموش

اب شمع صفت پگھل رہی ہی
پروانہ کی شکل جل رہی ہے

کھلتا نہین کس مین مبتلا ہے
سایہ ہے نظر ہے بد دعا ہے

یا سہم گئی ہے ڈر کے دلبر
کچھ دل ہی بگڑ گیا دہل کر

اس مین نہین کچھ غلط بیانی
سن لیجیے اور کی زبانی

یون تو ہون حضور کی خطاوار
جو دیجیے سزا وہ ہے سزاوار

سُنکر یہہ فسانہ غیرتِ حور
پردے کی نظر سے ہوکے مجبور

کچھ سوچ سمجھ کے دل مین دانا
کہ قاف کو ہو گئی روانا

## ساتوین داستان

## شرارت آمیز گفتگو سوسن کی ملکۂ رشک پری سے درباب سیر بوستان اور ملکۂ رشک پری کا چلکر کوہ سنا گلشن کو صدمۂ ہجر دلوادین

گلشن کو جو کوہ سنا ہے منظور
خامہ کی زبان زبانِ رنجور

قینچی سی ورق پہ چل گئی ہی
کیا کیا نئے گل کتر رہی ہے

ہر حرف کی دھجیان اڑائین
ہر لفظ کی رڈیان بنا دین

مضمون کے وہ شلیے ہین لتّے
اڑتے ہین بہ خزان کے پتے

گلچین کا الم تو گل کا غم ہے
خامہ کی زبان یہان قلم ہے

سوسن نے کہا پری سی خوش ہو
کیون کرتی ہو اب ملول دل کو

قصہ وہ فریب کا نکالا
سرپر سے ابلا کو ہنسکے ٹالا

منہ مین نرگس کے خاک ڈالو
سوسن کی زبان کو دعا دو
حرمت نہیں آپ کی مری جان
اُٹھو چلو پھر نکالین ارمان
ہان دور شراب ناب ہو پھر
تسکین دل کباب ہو پھر
گلشن کی چلو بہار لوٹین
آزاد ہون قید غم سے چھوٹین
نرگس کی نظر کا خار ہون پھر
رشک گل نو بہار ہون پھر
پھر سونگھین چاہ گل وریاحین
ڈھونڈین کوئی اور تازہ گلچین
دیکھین کوئی رنگ اور جہان کا
آئین ورق اور بوستان کا
ہے لطف اسی مین زندگی کا
درمان ہو جدید ماندگی کا
دنیا مین بہت پری وش ہین
اکثر ہوئے ایسے خسرو شیرین
جھنجھلا کے کہا پری نے کمبخت
تیرا سا کہان سے لاؤن دل سخت
خوش آتی نہین یہہ خوش بیانی
بدبخت یہہ تیری بدزبانی
شوخی پہ تری غضب خدا کا
غم پاس نہ تیرے ہوکے نکلا
پہرے مین گلون کے آبلون کو
دکھلاتی ہے حیف دل جلون کو
جھاڑو پھر جائے اس چمن مین
خاک اڑنے لگے اس انجمن مین
صرصر کے جھکڑ ایسا پیچ مین آئے
پتا پتا چمن کا پتا لے
لالے کے لگاؤن منہ کو لوکا
بید مجنون کو بھی ہو سوکھا
سبزہ ہو جائے وقف پامال
یارب کہین سرو کی کھنچے کھال
بجلی گل کی گرے ہنسی پر
سنبل کا لاہو چاندنی کا ادبر
گلشن مین پڑی کہین تباہی
پتے جھکین بہار مین الٰہی

[illegible] شگوفہ کی شمع ہو — [illegible]
[illegible] یار سب یہ شوخی [illegible] — [illegible] پریشان
بیل اسکی [illegible] — انگور کی [illegible]
اس آبلہ شکل سے ہرن بلبلی — [illegible] خالق [illegible]
مہندی کی روش سے خون رلایا — رنگ اس [illegible]
سوسن کی زبان جڑ سے کٹ جائے — بدگو غیبت کا ابدی پھل پائے
آنکھیں نرگس کی پھوٹ جائیں — چٹکے گلپیروں کے پھوٹ جائیں
صبر ایسا پڑے گلوں کی جان پر — چھٹکے رہیں تربت بتاں پر
اُڑ جائے چمن سے نام بلبل — سٹ جائے کہیں یہ قصہ گل
جائے گل کا شش خار نکلے — کچھ تو دل کا بخار نکلے
قمری پہ خدا کرے یہ بیداد — پیوند زمیں ہو سرو آزاد
میت پڑے گھر میں بلبلوں کے — جھلسا لگے منہ کو ان گلوں کے
چولھے میں پڑیں یہ خاک بنیاد — شمشاد ہو یا کہ سرو آزاد
کیڑے پڑ جائیں ہر شجر میں — باندا لگے ایک ایک شجر میں
گلشن میں الٰہی آگ لگ جائے — جل جل کے یہ گل چراغ کہلائے
مرغان چمن حلال ہو جائیں — مر مر کے یہ پایمال ہو جائیں
آنسو کی طرح ٹپک ٹپک کر — شبنم اُڑ جائے سر پٹک کر
مردم کی نظر سے ہو کے پنہان — چشمہ ہو جائے آب حیوان
پھل پھول کے بار بار ہو جائیں — انسان کی نظر میں خار ہو جائیں

اے چرخ نہ ستم کر ایسا ایجاد
دامِ صیاد کو رسا کر
غنچہ کا دہن ہو پُر زِ بیداد
گُل شمع ہو بعدِ روسیاہی
اُجڑے گلشن یہہ نام مٹ جائے
گلزار وہ انقلاب کہائے
پلٹے وہ خزان اس انجمن مین

گلزار کی خاک تک ہو برباد
بلبل کو قفس سے آشنا کر
سوسن کی زبان پہ ہو فریاد
شمعِ مدفن سے بنے آگہی
دشت و ویران یہہ باغ کہلائے
دستِ گلچین مین خاک آئے
آئے نہ بہار پھر چمن مین

## آٹھوین داستان

روانہ ہونا شاہزادہ ماہ رخ کا طرف ماچین کے اور پہنچنا باغ ملکہ مہر انگیز مین عاشق ہونا ملکہ مہر انگیز اور دلارام خواص کا شاہزادہ پر دیوانہ بننا شاہزادہ کا اور راز ظاہر کرنا دلارام پہ پھر روانہ ہونا شاہزادی کا طرف ملک واقاف کو واسطے انکشاف حال کے

ہان خامۂ گلفشان روان ہو
چلنے مین ہے ہمتِ قلم پست
خامے سے جو کی شگوفہ کاری
راہِ مقصود پیش پا ہے

یہہ دشت نمونۂ جنان ہو
صفحہ ہے کہ وادیٔ کفِ دست
صحرا مین ہے سیر بہاری
یون پائے قلم روان ہوا ہے

وہ رونقِ کارگاہِ ہستی — اوجِ و شرفِ بلند و پستی
وہ عشق کا مبتلائے آلام — شہزادہ وہ ماہ رخ گل اندام
وہ بادیہ گردِ رہ نوردی — آگے کو بڑھا بپائے مردی
راہی ہوا راہِ شوق میں تیز — تھا روزِ فراق اس کا شبدیز
اک بت سے تھے لیے دل و جان — قالب چلتا تھا بیدل و جان
رہرو تھا طریقِ بیکسی میں — رہبر ہوا شوق بیکسی میں
کٹنے میں پہاڑ تھا بیابان — رشکِ کفِ دست تھا وہ میدان
کھانا وہاں داغ تھا جگر کا — پینے کو وہاں تھا آب زہرا
کھا کھا کے وہ زخمِ دل تھا جیتا — پانی کر کے لہو تھا پیتا
سرگشتگی سے بگولہ آسا — چکر میں وہ راہ کے پڑا تھا
آوارہ اٹھا کے سو طرح کا — جنگل چل پھر کے اس نے کاٹا
طے کر کے وہ وادیٔ بلاخیز — پہنچا بسوادِ مہر انگیز
آیا جو قریبِ شہر دیکھا — اک قلعہ نیا نیا تماشا
ہر کنگرہ آدمی کی صورت — ہر چہرہ سے آئینہ کدورت
سر پٹکے بھائیوں کو رویا — قسمت کی برائیوں کو رویا
رو رو کے ہوا وہ داخلِ شہر — لائی اسے چشمِ تر لبِ نہر
اس پانی میں گردِ رہ بہائی — یوں نہر کی آبرو بڑھائی
دن بھر تو پھرا کیا وہ ناکام — پہنچا اک کوچہ میں سرِ شام
سوچا کہ شب اس طرح بسر ہو — تا صبح بلا نہ کوئی سر ہو

اک پیر سے ہو گئی ملاقات — گھر مین اُسے لا کے کی مدارات

بانو نے تعبیہ زر و جبہ پیر — اولاد کی فکر سے تھی دلگیر

شہزادہ سے بولی ہو کے خرسند — مادر مجھے گر کہے تو فرزند

آنکھون مین عزیز ہو تو اگھر — پتلی سا تو رو بہ رو پھرا کر

رونق گھر بار کی مرے ہو — زینتِ دلِ زار کی مرے ہو

پردیس مین بسکہ تھا وہ مجبور — ناچار کیا یہہ قول منظور

آخر وہ گلِ شگفتہ خندان — رہنے لگا جیسے دل مین ارمان

کرتا پھرتا تھا سیر دن بھر — اُس شہر کی مثلِ مہرِ انور

تارے گنتا تھا شب کو گھر مین — وہ ماہ محبتِ قمر مین

سودا جو تھا خلط آب و گل مین — آیا یہہ خیال اُس کے دل مین

ایوانِ سکندری کو دیکھو — دیوانہ کی خودسری تو دیکھو

نکلا گھر سے جو حوصلہ سا — اقبال سا پیشِ قلعہ آیا

چارون طرف اک نظر سے دیکھا — پرکار کی شکل پھر کے دیکھا

دیکھی جو نہ راہ کی کوئی شکل — کھوئے گئے ہوش گم ہوئی عقل

چشمہ آنکھون نے اک دکھایا — آنسو کی طرح اُمنڈ رہا تھا

درماندہ کا دافعِ کدورت — لبریز تھا جامِ مئے کی صورت

ہر گل کو تھی دل سے چاہ اُس کی — گلشن سے تھی رسم و راہ اُس کی

سوچا ہے تلاش راہ بیکار — اس فکر مین ہو عبث گرفتار

یہہ نہر جو اشک سی بہی ہے — اک سہل طریق رہروی ہے

غوطے تہِ فلک مین نہ کھاؤ — غوطہ اسی نہر مین لگاؤ

تشنہ سا کنارِ نہر آیا — ملبوس کو کیچل سا اُتارا

پوشاک سے جب کیا کنارا — پردے کو تھا پاٹ کا سہارا

موتی سا تن آب مین نہایا — پانی نے حباب سا بہایا

لہرین موجون کے ساتھ لیکر — پہنچا گلشن مین وہ گلِ تر

اک سو یخ مین اُس نے سرو دیکھا — اک وجد مین وان تدرو دیکھا

پتون سے قمر کا نور چھن کر — گرتا تھا صحیفۂ چمن پر

فراشِ جنان نے یا خدایا — کمخواب کا فرش تھا بچھایا

لالہ پہ تھی شبنمِ منقّط — یاقوت پہ یا جڑے تھے گوہر

جگنو تھے نہر کے کنارے — چھٹکے ہوئے تھے زمین پہ تارے

نزہت پہ چمن کی ہو کے شیدا — طاؤسِ خیال ناچتا تھا

نظارہ ہوا تھا محوِ بیحس — چشمِ بینا تھی چشمِ نرگس

کیونکر ہو بیانِ وصفِ گلشن — منہ مین ہے مرے زبانِ سوسن

بوٹا سا وہ غیرتِ صنوبر — وہ سرو روان نہال ہوکر

گلگشت مین تھا چمن چمن کی — تھی گل کو تلاش گلبدن کی

کہتا بزبانِ مہر آمیز — قاتل ہے کہان وہ مہر انگیز

دیکھا تو مکان نگین کو دیکھو — انگشتری کے نگین کو دیکھو

کاہش لیے خواہشِ نہان کی — کرتا ہوا سیر بوستان کی

پہنچا ایوان کے جب برابر — اک بیچ مین دیکھا ماہ پیکر

جنبشِ دل و راحتِ نظارہ | اقبال کی یا جبین کا تارا
حسنِ رخ کا ہر ایک پرتو تھا | ہر پایہ ستون تھا روشنی کا
اللہ رے حسن کا اوجالا | ہر حلقۂ در بنا تھا ہالا
دل کر دیا نذر اک نظر مین | اک درد لیا نیا جگر مین
اُس مہر کا ماہ کرکے دیدار | دن کی صورت پھرا گرفتار
چھپ چھپ کے نظر بچا بچا کے | آہستہ قدم بڑھایا آگے
دیکھا لبِ نہر کنجِ اشجار | آرایشِ نہر حسنِ گلزار
غنچہ مین بہار سا گیا وہ | اک نخل پہ پھول سا چڑھا وہ
پتّون مین چھپا ثمر کی صورت | پیدا نہ ہوا کہ شر کی صورت
دلبر تھی خواص ایک کمسن | ڈر جانے کی عمر خوف کے دن
جامِ زرین لیے وہ دلجو | پانی لینے گئی لبِ جو
سایہ پانی مین ایک دیکھا | لہرین لہرون مین لے رہا تھا
پانی مین تھا آدمی کا سایا | دلبر کے لیے پری کا سایا
چشمہ سے وہ خالی ہاتھ پھر آئی | پانی آنکھون مین ڈر کے بھر لائی
رفتار کی پائی جونہی چال | پوچھی ہر اک نے صورتِ حال
گھبرائین خواصین دیکھ گریان | زلفون کی طرح ہوئین پریشان
چھاتی سے لگا لیا کسی نے | رخ پر بوسہ دیا کسی نے
چمکارا کسی نے پیٹ ٹھونکی | دیتی تھی اوسے دلاسا کوئی
گیسو جو پڑے ہوئے تھے رخ پر | کرتی کوئی شوخ تھی برابر

گودی مین کوئی اُسے اُٹھاتی
تھی اوڑھنی کو کوئی اُٹھاتی

آنکھون سے کسی نے پونچھے آنسو
چہرے سے کیا غبار یکسو

پھولا ہوا اُس کا دیکھکر دم
کرتی نادِ علی کوئی دم

صورت جو غشی نے کچھ دکھائی
اک طاق سے شیشہ جاکے لائی

کیوڑے کو گلاب مین ملایا
چھینٹے دیکر اُسے پلایا

باہم کرنے لگین یہہ چرچا
شیشے کا بدل گیا ہے نقشا

لائی جب ہوش مین طبیعت
شہزادی سے عرض کی حقیقت

بولی دلبر سے مہر انگیز
سامان ہو گیا یہہ وحشت انگیز

کیسا تھا یہہ غش کہا کہ ہیبت
پوچھا کہ سبب کہا کہ دہشت

نیرنگ قضا عجب لائی
ان آنکھون سے اپنے دیکھ آئی

شیشے مین کوئی سما گیا ہے
ہمزاد کوئی تمہارا ہے

مچھلی کی طرح ہے بیقراری
اک دم مین اُسے ہزار باری

شعلہ کی طرح سے ہے بھڑکتا
آئینہ سے ہے آب مین جھلکتا

زاید نہین عرض کی ضرورت
دیکھے کوئی جاکے اُس کی صورت

میرا ہی سا اُس کا حال ہوگا
جینا اُس کو وبال ہوگا

دیکھے دلبر کے جب یہہ نیرنگ
حیرت سے وہ شوخ ہو گئی دنگ

رعنا سے کہا کہ جا خبر لا
پانی کیسا یہہ رنگ لایا

اک دم مین گئی وہ اور آئی
یہہ شستہ زبان زبان پہ لائی

پانی مین ہے عکس آدمی زاد
صورت مین بشر ہے یہ پریزاد

یہ سُن کے طبیعت اُس کی لہرائی ۔ اُس شکل کے دیکھنے کو للچائی
انداز سے پھر اُٹھا کے دامان ۔ مشتاق اُٹھی چلی خرامان
تکتے چاہ کے وان جو کچھ اشارے ۔ پہنچا دیا شوق نے کنارے
دیکھی جو عجب اپنی تقدیر ۔ آئی شیشہ میں شکل تصویر
گھبرا کے کہا کہیں خدایا ۔ ہمزاد کا میرے ہو نہ سایا
چمکا مری نہر کا ستارا ۔ پانی دیکھو بنا ہے تارا
یا مردم چشم نہر کا ہے ۔ طرفہ گلِ نیلوفر کھلا ہے
ہوتا یہی ظاہرا ہے روشن ۔ پانی میں ہے برق پرتو افگن
کس مہر کا عکس یہ پڑا ہے ۔ کس چاند نے کیت یہ کیا ہے
بیتابی دل سے ہو کے بیتاب ۔ رعنا سے کہا بچشمِ پر آب
جس سرو کا یہ پڑا ہے سایا ۔ اُس سائے کے سرو کو ابھی لا
ایما کو سمجھ گئی وہ دانا ۔ نکلی بتلاش سروِ رعنا
ہر شاخ میں ڈھونڈتی تھی ہر سو ۔ ہر پھول کی سونگھتی پھری بو
پتے پتے میں ڈھونڈ ڈالا ۔ اُس پھول کو ڈھونڈ کر نکالا
اُس کنج شجر میں شکل بلبل ۔ اُس غنچہ میں صورتِ زرِ گُل
پوشیدہ پری بشر کو دیکھا ۔ جلوہ گستر قمر کو دیکھا
اک ہاتھ میں اُس کا لے لیا ہاتھ ۔ مجرم کی طرح سے لے چلی ساتھ
ایوان میں اُس کو لیکر آئی ۔ اُس ماہ کو مہر پاس لائی
دیکھا تو جوان تھا سراقامت ۔ کافر تھی ہر اک ادا قیامت

رنگ اپنا ذرا [illegible] چھپایا — وہ مہ دل مین سمایا

کہنے لگی دل مین چشم بد دور — صورت ہے کہ پڑھئے سورۂ نور

اک مہر سے بولی مہر انگیز — کیون حال ہے تیرا درد آمیز

حالت ہوئی تیری کیون دگرگون — کس شکل کا تو بنا ہے مجنون

سودائی ہے کس حسین شے کا — ہے نشہ یہ کس طرح کی مے کا

کس قطع کا دل فریفتہ ہے — کس وضع کی جان شیفتہ ہے

کس سر کی بلا ہوئی ترے سر — کس زلف کے پیچ سے ہے مضطر

دیوار کو در کو تک رہا ہے — اک ایک سخن کو کھو رہا ہے

ہشیار ہو کچھ تو منہ سے بولو — کیا قصد ہے خیریت کہو تو

کیونکر آئے ہو راہ پا کے — ہاتھون سے جنون کے یا قضا کے

اب دستِ جنون سے بچکے سمجھو — پنجے مین قضا کے پھنس گئے ہو

کیا کام یہان ہے تیرا خود کام — کیا نام ہے کچھ نشان دے گمنام

یہ سن کے وہ سونچا دل مین جانکاہ — بچنے کی نکالیے کوئی راہ

دانائی سے کی جو غمگساری — دیوانہ بنا بہ ہوشیاری

کرنے لگا وحشیانہ تقریر — کہنے لگا دل مین بنکے دلگیر

سنیے مرے دل کی حالتِ زار — سودے کا ہے نقدِ دل خریدار

عنقا سے لڑی نظر ہماری — رہتی ہے ہما کی یادگاری

دیکھا ہے مین کیا کہون کہ کیا کیا — آنکھون مین تماشا پتلیون کا

اشیا کا ذخیرہ مہربان ہے — یہ حسن فروش کی دکان ہے

ہے جنبشِ لب کا مجھکو آزار | تصویر کی خامشی ہے درکار
لونڈی کی بھی ہے مجھے ضرورت | گر تم مین ہو کوئی خوب صورت
تقریر کرو نہ اس مین تحریر | باتین کرتی ہوئی ہو تصویر
سودا کرو نقد دام لے لو | جو تم مین حسین شئے ہو دیدو
اُس گل کی تھی اک خواص گلفام | آرامِ دل و جگر دلارام
بولی کہ سُن اے مری دلارام | دیوانہ ہے میرے دل کا آرام
پیاری مرے دل کا ہے یہ پیارا | آنکھون کا سمجھکر اُس کو تارا
پھولون کی طرح اُلٹ پُلٹ کر | رکھنا اسے صورتِ گلِ تر
جہان ہے ہدیۂ خدا ہے | مجبور ہے رحم کی یہہ جا ہے
شکوہ نہ شکایتِ جفا ہے | پابند وفا نہ بیوفا ہے
دیوانہ ہے میرا سروِ آزار | قمری کی طرح سے رکھ اسے یاد
محبوبون سے کرے جو یادِ لیلا | شیرین صفتی سے دے دلاسا
فرہاد صفت نہ تیشہ کھائے | جانِ شیرین نہ یہہ گنوائے
دیوانون کے طور پر نظربند | رکھنا اسے گھر مین بند در بند
قسمت سے جنون کے بہانے | قید اُس کو کیا کھلے خزانے
تھی موجِ ہوا سے شوقِ زنجیر | خمیازہ کاکلِ گرہ گیر
پیوستہ بجائے طوقِ آہن | تھا حلقۂ زلفِ طوقِ گردن
بیڑی گردابِ بحرِ اُلفت | جاگیرِ وثیقۂ محبت
آسان ہوئی سختیِ اسیری | ہتکڑیون نے کی جو دستگیری

جہان تھا نیا نیا تھا سامان ۔ تھا بند مین ... بیان
شورش کے خیال پر خطر سے ۔ پابند تھا قید کی ... سے
الجھن مین یہہ پڑ گئی تھی الجھن ۔ پاے رفتن نہ جاے ماندن
وان فکر رہائی مین وہ یکچند ۔ اندھون کی طرح رہا نظر بند
ہاتھ اک تہہ سنگ اک گلوگیر ۔ اک پاؤن بگل تھا اک بزنجیر
تکلیف سہی پڑی اٹھائی ۔ سختی جھیلی کڑی اٹھائی
زندان مین رہا وہ شاد ہو کر ۔ زنجیر کا خانہ زاد ہو کر
تھا مہر کے بس مین بے بسی سے ۔ رہنے لگا ماہ بے کسی سے
پیدا ہوئی صورت رہائی ۔ قسمت سے نصیب سے بنائی
شہزادے کی زلف دام در دام ۔ دام دل مضطر دلارام
آخر ہوئی صبر کی رفاقت ۔ باقی رہی ضبط کی نہ طاقت
کہنے لگی ماہ رخ سے گلفام ۔ مین تیری ہون تو میرا دل آرام
وارفتہ کیا ترے جنون نے ۔ سرگشتہ کیا ترے فسون نے
میرا دل مبتلا تری عقل ۔ جاتے رہے دونون صبر کی کل
خواہش ہے جگہ جو دل مین پاؤن ۔ مانند زمانہ رنگ لاؤن
جیتون مین فلک کی شکل بازی ۔ قسمت سے کرون مین کارسازی
تقدیر یون ہی ہوئی ہے جاری ۔ مین دل کی طرح سے قول ہاری
سمجھا شہزادہ گل اندام ۔ عاشق ہوئی یہہ خواص خودکام
حیلہ ہے نہ ہے زمانہ سازی ۔ کھلتا ہے یہہ رنگ عشقبازی

پاتون سے ہے بوے داغ پیدا
جلتا ہے دلِ کباب شیدا

معشوقہ ہے عیب نہین کہ پاے
صورت بگڑی ہوئی بناے

بولا کہ نہین اسے خواہش دانا
کہنا ترا دل سے مین نے مانا

گردن سے جب بندِ دام نکلے
ارمان کے ساتھ کام نکلے

ہشیارون کی گفتگو جو پائی
خوش خوش یہ سخن زبان پہ لائی

اے یار خدا ہے شکر تیرا
مجنون نہین ہے قیس میرا

مہرخ سے کہا اُس اے گل تر
لونڈی ہون تری کنیز بے زر

آنکھون سے اگر اشارہ پاؤن
تارے ہین فلک کے توڑ لاؤن

مہرخ نے کہا اُسے دلارام
شہزادہ عجم کا ہون مین ناکام

مقتول ہوئے ہین میرے بھائی
ہے خواہشِ انتقام لائی

کیسا ہے سوالِ حیرت انگیز
کیا اُس کا جواب ہے دل آویز

سنکر یہ کلامِ وحشت انجام
تشویش زدہ ہوئی دلارام

اک سوچ مین سرنگون ہوئی وہ
گم ایسی ہوئی کہ کھو گئی وہ

پھر دل کو سنبھال کر بمشکل
بولی کہ کدھر گیا ترا دل

کس غم مین ہوا ہے مبتلا تو
کس خام خیال مین پڑا تو

درپیش ہے ہفت خوانِ رستم
ہے جان کے جانے کا مجھے غم

سرگشتہ پھرے گا قاف تا قاف
جانا تجھے ہوگا ہلاک و اتلاف

عقدہ یہ وہان کھلیگا جا کر
اس عزم سے باز آ تو بہتر

مت جانِ عزیز کو گنوا تو
آفت مین نہ آپ کو پھنسا تو

اس راہ کی وہ کڑی ہے منزل / درپیش ہے وہم کو بھی مشکل
وان چل کے دھوان ہوا ہے بادل / وان پاے خیال ہو گئے شل
پستی مین فلک زمین وہان ہے / تحتی مین زمین آسمان ہے
وان فکر کو بھی نہین رسائی / جا کر نہ کبھی نظر پھر آئی
آفت کا قنات ہے اندھیرا / ظلمات کا مات ہے اندھیرا
ظلمت کے وہین پڑے ہین ڈیرے / وان خضر کے بھی ہوئے نہ پھیرے
آفات کے وان گڑے ہین جھنڈے / عاہات کے بیچ رہے ہین ٹنکے
دیکھا نہین وان ہوا کو چلتے / ہین موج ہوا کے بل نکلتے
شیرون کی وہان چلی نہ شیری / دل باختہ ہے وہان دلیری
ویران کرو خانۂ سلاسل / آباد کرو یہہ خانۂ دل
حاضر ہے یہان جو ہو ضرورت / پوشیدہ رہو نگہہ کی صورت
کھلنے کا نہین کسی پہ یہہ راز / سوسن بھی یہان نہین ہے غماز
بیخوف رہو ضرر نہ ہوگا / اندیشہ کا یان خطر نہ ہوگا
ضامن ہون کسیکا ڈر نہین ہے / یان وہم کا بھی گذر نہین ہے
خواہش یہی جستجو یہی ہے / حسرت یہی آرزو یہی ہے
ہر شب تو بغل مین اے قمر ہو / کس عیش سے زندگی بسر ہو
مہرخ نے دیا جواب ہنسکر / ہوتے نہین بستہ کار مضطر
انسان اگر نہ ہو ہراسان / دشوار ہو سہل مشکل آسان
شامت سے نہ آئین گر برے دن / ممکن ہے کہ ہو محال ممکن

کاکل کی ترکات ہے اندھیرا — عاشق کی برات ہے اندھیرا
ہمت سے کمر جو کس کے باندھون — گردون کے ابھی دھوین اڑادون
موقوف اگر رہے تو بہتر — ارمان ترے دل کا وایسی پر
تشویش مین لطفِ وصل کیا ہے — وصل پس ہجر کا مزا ہے
گو آج مین ہوش سا ہون جاتا — تقدیر سا کل پلٹ ہون آتا
بولی وہ خواص خیر جاؤ — پر غم کی طرح قسم بھی کھاؤ
خواہش رہی جو کہ اب ادھوری — ہنگام مراجعت ہو پوری
مہرخ نے کہا کہ بے تامل — بیتاب نہ ہو تو شکلِ بلبل
سوگند ہوا نہین کہ کہاؤن — مین وقت نہین کہ پھر نہ آؤن
سنکر یہہ کلام ہوکے دلشاد — اس گل نے کیا وہ سروِ آزاد
شہزادہ نے جب قدم اٹھایا — غش صبر کے بدلے اسکو آیا
زنجیر سے کہہ کے خانہ آباد — زندان سے چلا وہ خانہ برباد
گلچین کی طرح سے شاد گلرو — نکلا گلشن سے صورتِ بو
ماچین سے اٹھا جو آب و دانہ — اک سمت کو ہوگیا روانہ
یا قسمت دیا نصیب کہکر — راضی برضائے یار رہکر

## نوین داستان

بیقراری ملکہ رشک پری کی ہجر محبوب مین اور نامہ لکھنا اسکا ماہرخ کو اور روانہ ہونا سوسن کا قاصد بنکر تبلاش شاہزادہ

ہان اے مرے غم نگار خامہ
پُر درد و رقت سے ہو یہ درد نامہ

مضمون جدید ہون نقش بند
اہل قلم جہان ہون دم بند

ٹپکے خونبار سینہ بریان
ہو درد فراق سے جگر بریان

لعل و یاقوت ہون دُر اشک
کھائین عدن و یمن بھی رشک

ہان خامہ سینہ شق ہو تحریر
احوال جگر فگار و دلگیر

وہ آتش ہجر کی سمندر
بحر غم و درد کی شناور

وہ ماہی آب بحر غم
بے آب وہ ماہی لب بہ دم

وہ دردکش فراق محبوب
وہ باختہ دل جوان مسلوب

وہ دلبر دلربائے معشوقان
وہ لیلی دلنواز مجنون

وہ یوسف چاہ غم زلیخا
بیگانہ رنگ پری شیدا

وہ رشک شب و رفتہ طاقت
کاہش سے ہوئی ہلال صورت

ازبسکہ جنون کی ابتدا تھی
نامحرم محرم و دوا تھی

سر پاؤن سے تھا نہ کچھ سروکار
آزار سے خوش نہ خوشی سے بیزار

بے ساز نوا تھی بے سر و برگ
کرتی تھی مدام دعوت مرگ

بے صبر تھی سب بیقرار بسمل
بیتاب تھی بدحواس بیدل

ناجنس کی دل مین تھی محبت
ہمجنس سے ہو گئی تھی نفرت

اک زلف سے سلسلہ ملا تھا
زنجیر کا اُس کو حوصلہ تھا

ہالہ کن گلو جو تھی چیاہ
تھی حلقہ بگوش طوق وہ ماہ

آشفتہ فضا سے شب تاری
ہر آنکھ تھی ابر نو بہاری

وہ پھول سا [illegible] زردی | یاقوت سے لب تھے لاجوردی
تھی صورتِ چشم آپ بیمار | سرتا بہ قدم تھی شکلِ آزار
مانندِ نگہ وہ کھو گئی تھی | خود اپنی قسم وہ ہو گئی تھی
خود جلتی وہ اور کو جلاتی | آہن کو تھی موم سا گلاتی
بیٹھی وہ اگر تو نقشِ پا تھی | پھر اُٹھنے کے نام سے خفا تھی
اک حشر کیا تو جب کہ اُٹھی | طوفانِ بلا اُٹھا کر اُٹھی
کھاتی تھی غم و الم خوشی سے | یا اُس کو غم و الم تھے کھاتے
رہتی تھی لہو کے اشک پی کے | یا اشک لہو تھے اُس کا پیتے
طعنے سنتی تھی سب کے خاموش | گویا کہ نہ رکھتی تھی لب و گوش
بے شور وہیں تھا دل تھا پُرشور | زندہ تھی مگر وہ زندہ در گور
کہنا نہ کبھی کسی کا مانا | وہ اک طرف اک طرف زمانا
شکوہ زندان سے تھی یہ کرتی | میرے ہی لیے نہ کیا جگہ تھی
وحشت سے کہا تو ہی خدارا | تکلیف کر اس قدر گوارا
جا کر بحضورِ عشقِ خود کام | پہنچا یہ پس سلام پیغام
حضرت کی جو ہے کنیز جانسوز | اُس سوختہ جان کو ہر شب و روز
یہ غم ہے یہ رنج ہے یہ افسوس | سامانِ جنون ہوا نہ پابوس
ان پاؤں میں بیڑیاں نہ پڑنا | بے لطف ہے ایڑیاں رگڑنا
بیڑی زنجیر طوق آہن | پازیبِ جنون ہے حسنِ گردن
بیڑی ہے نہ طوق ہے نہ زنجیر | پابندیِ رسم سے گلوگیر

برگشتہ زمانہ کی طرح ہے
دنیا کی بھی کیا نئی طرح ہے

اُس جور نے (جو کہ تھا مرا کام)
میرا ہی تمام کر دیا کام

کیوں ہوتے صنم ہیں جور پیشہ
اک دن یہی دل یہی ہے تیشہ

بیکار ہے اب یہہ سب پس و پیش
مشتِ پس جنگ وکلۂ خویش

عبرت ہو بتانِ دل شکن کو
درپیش ہے چاہ چاہ کن کو

کس سے کہوں آہ کیا ہے درپیش
قہر درویش و جانِ درویش

اک دل مرا اور یہہ دردِ بیحد
سنگ آمد و آہ سخت آمد

جیسا مرا دل ہوا ہے دشمن
من دانم و داند این دل من

نیرنگِ جنوں یہہ رنگ لایا
نقشہ تصویر کا جمایا

مو بافِ سے بال کچھ نکالے
پالے ہوئے آستین کے کالے

تارِ رگِ جاں سے اُنکو باندھا
تصویر سا موقلم بنایا

کچھ رنگ کے واسطے جو چاہی
دیدی شبِ ہجر نے سیاہی

کچھ صبحِ فراق نے سفیدی
اُس ماہِ اسیرِ غم کو دیدی

درکار ہوا جو مشکِ اذفر
کہنے لگی دل میں شاد ہوکر

لیتی نہیں کس لیے ہیں دل تنگ
رخسار سے خال خال سے رنگ

زردی کے لیے تھی جانفشانی
کام آیا وہ رنگِ زعفرانی

غش نے آکر فسوں کیا کچھ
نیلِ لبِ نیلگوں دیا کچھ

سرخی خونِ جگر کی لیکر
ہاتھوں کو دعائے خیر دیکر

سرنامہ پہ کھینچی اپنی تصویر
ہم صورتِ سرنوشتِ تقدیر

یہہ حالتِ زار یون دکھائی ❊ تصویر وہ آئینہ نمائی

تصویر کا وصف کیا رقم ہو ❊ جب بالِ پری کا مو قلم ہو

گو تارِ نظر سے تھی مسلسل ❊ پر کھائے ہوئے تھی نازکی بل

تصویر ہوئی جو کھنچکے تیار ❊ نامہ یہہ لکھا باشکِ گلنار

## نامہ

اے موجدِ طرزِ خود نمائی ❊ وے ماہرِ رمزِ دلربائی

اے راحتِ جانِ خستہ حالان ❊ آرامِ دلِ شکستہ حالان

اے باعثِ لطفِ زندگانی ❊ سرمایۂ عیش و کامرانی

اے موجبِ ارجمندیِ دل ❊ اے باعثِ سربلندیِ دل

امیدِ امیدوار تو ہے ❊ صبرِ دلِ بیقرار تو ہے

ہے زخمِ دل و جگر کا پھاہا ❊ مردم مری چشمِ منتظر کا

تو بادِ صبا مین غنچہ تر ❊ تو نرخ و بہا مین لعل و گوہر

مین غنچہ دہان تو شوخ تقریر ❊ مین شمعِ مرادِ دل تو گلگیر

تو رنگ و بہارِ آرزو ہے ❊ تو دار و مدارِ جستجو ہے

گلچین تو مری بہار کا ہے ❊ پتلا مری جانِ زار کا ہے

جو غم کہ ملا ہے میری جان کو ❊ ملتا جو زمین و آسمان کو

ہوتا یہہ دھوان سمٹ کے پانی ❊ یہہ باد تھی خاک کی کہانی

رخصت ہوئے صبر و تاب و طاقت ❊ یہہ ہے نہ خبر دینے کی رفاقت

احباب بھی کر گئے کنارا ❊ صحبت نہ ہوئی مری گوارا

برگشتہ ہوا مرا زمانہ — بیگانہ بنا جو تھا یگانہ

مادر نے پدر نے اقربا نے — سب نے چھوڑا نہین خدا نے

اس سوز و گداز متصل سے — جل بل کے یہہ کہتی ہون مین دل سے

بیدرد کہان کی دشمنی ہے — اب درد سے جان پہ بنی ہے

کیا تجکو ملا بتا ستمگر — ناکردہ خطا مجھے پھنسا کر

پہلے تو کہا مرا نہ مانا — الفت کو بس ایک کھیل جانا

اب آپ کے کیون حواس ہین گم — کھوئے گئے کس خیال مین تم

خودکردہ تمھارا پیش آیا — جو تمنے کیا دھرا اٹھا پایا

بس اتنے ہی مین یہہ چھکے چھوٹے — سمجھو نہ ابھی کہ سستے چھوٹے

جو غم کہ نصیب دشمنان ہے — جو درد محیط جسم و جان ہے

اعمال کی آپ کے جزا ہے — افعال کی آپ کے سزا ہے

ہر حلقۂ زلف اک کڑی ہے — زنجیر سی پاؤن مین پڑی ہے

پرسش کہ مذاق ہر بشر ہے — نشتر بجراحت جگر ہے

درد دل مین بتاؤن کیونکر — داغ دل مین دکھاؤن کیونکر

کس کس کو بتاؤن کیا ہوا ہے — کس کس سے کہون کہ عشق کیا ہے

باقی جو نہ رہتی ضبط کی تاب — بلکہ کہتی بچشم پر آب

کسواسطے مجھپہ یہہ جفا ہے — کس دین مین یہہ ستم روا ہے

اس طعنہ زنی پہ خاک ڈالو — پہلے مرے دل کو تو سنبھالو

کر خون جگر سے چشم نم مین — پڑھتی یہہ غزل ہون دمبدم مین

## غزل

منہ مجھسے چھپا مرے قمر کا | کالا ہو منہ اے خدا سحر کا
گر عشق اسی بلا کا ہے نام | حافظ ہے خدا دل و جگر کا
مشغول رکھا مجھے ہمیشہ | اللہ بھلا ہو چشمِ تر کا
اک آگ لگی ہے تن بدن مین | احسان ہے آہِ پُر شرر کا
ہے حاصلِ زندگی اگر موت | اے عشق نشان دے میرے گھر کا
مرزا کے سوا گذر نہ یا رب | بتخانۂ دل مین ہو بشر کا
اے یار الہ چشمِ بد دور | پہلو مین بجائے دل ہے ناسور
زخمون سے بدن تمام انگار | داغون سے تمام جسم گلزار
آئینہ نمط ہمیشہ حیران | ہر وقت مثالِ بو پریشان
قسمت مین نوشتہ تیرہ کامی | خلقت مین نہفتہ ناتمامی
خونِ نابِ سرشک و آہ سوزان | آرامِ نظر ہے راحتِ جان
ہے زندگی وردِ جاودانی | پائے نہ عدو یہہ زندگانی
الفت کا بھی کیا ستم ہے افسون | لیلیٰ کو بنا دیا ہے مجنون
گریہ نے یہہ معجزہ دکھایا | دریا مری آنکھ سے بہایا
خمیازۂ دید کھینچتی ہے | آشوب مین آنکھ آگئی ہے
مجروح دلی نہ کیون ہو بشاش | زخمونپہ ہے یہہ غزل نمکپاش

## غزل

دل لے گیا کون خوردجانی | غم دے گیا کون ناگہانی

زور و نپہ و فورِ ناتوانی — ہے جسم کو روح کی گرانی
آنکھون نے وہ کی سرشکباری — گزرا کئی بار سر سے پانی
جو داغ کہ ہے جگر مین روشن — ہے حضرت عشق کی نشانی
شکوہ نہین گردشِ فلک سے — آنکھین ہین مری جفا کی بانی
مرزا سے لگی ہے آنکھ جب سے — خواب آنکھون مین ہو گیا کہانی

---

پھر داغ جگر ہرا ہوا ہے — زخمون مین نمک بھرا ہوا ہے
جو غم مری جان نے سہے ہین — صدمے مرے دل پہ جو رہے ہین
اُن کا تجھے حال گر دکھاؤن — دو چشمون سے بحرِ خون بہاؤن
دل مین مرے درد ہر گھڑی ہے — لب پر دمِ سرد ہر گھڑی ہے
ہے شورشِ سر کو سنگ سے اُنس — اشکون کو لہو کے رنگ سے اُنس
دل پر وہ لگے ہین زخمِ کاری — لختِ جگر آنکھ سے ہین جاری
سینہ مین ہے ایک داغ روشن — آنکھون مین ہین دو چراغ روشن
سر پھوڑ رہی ہون مین جنون مین — آلودہ ہے تن تمام خون مین
ناخن نے کیا فگار تن کو — پہنچے ہے جنون کے پیرہن کو
وحشت نے کیا ہے چاک دامان — سر پر ہے جنون کا بارِ احسان
پوچھو نہ وجودِ پیرہن کو — باقی نہین تار بھی کفن کو
ٹکراتی ہون سر کو سرزمین سے — جاری ہے لہو مری جبین سے
حالت ہے ردی دلِ زبون کی — ہین بندہ نوازیان جنون کی
پھر ضبط کر آہ متصل کو — بہلاتی ہون اس غزل سے دل کو

## غزل

یاد آتا ہے جب وہ سرو قامت
ڈھاتی ہون مین ہر جگہہ قیامت

کرتا ہے یہہ چھیڑ عاشقون سے
آئی ہے مگر فلک کی شامت

ہاتھون سے اس آہ بے اثر کے
کیا کیا مجھے ہوتی ہے ندامت

ہے داغِ جگر چراغ گھر کا
یارب رہے تا ابد سلامت

میرا غم ہجر جھیل جانا
ہے حضرتِ عشق کی کرامت

قیس و فرہاد مقتدی ہین
مرزا کو ہے عشق کی امامت

---

ان ہاتھون سے غم گلے پڑا ہے
پابندی نے پا بہ گِل کیا ہے

تھم تھم کے یہہ غم بدل گیا طور
رک رک کے درد ہو گیا اور

ناکامیِ عشق بھی غضب ہے
امید ہماری جان بلب ہے

دیوانہ کہے نہ کیون زمانہ
ہر فعل و سخن ہے وحشیانہ

پتّون کو کبھی پکارتی ہون
مرغانِ چمن کو مارتی ہون

مین نقشِ قدم ہون گاہ اٹھاتی
گہ نقشِ بر آب ہون بناتی

زلفون سے ہین خار جھاڑتی ہون
گیسو کا غبار جھاڑتی ہون

ہون پیچِ ہوا سے پیچ کھاتی
چکر مین بگولہ سی ہون آتی

زلفون سے ہوا سے ہے بگڑتی
پر عکس مین عکس سے ہون لڑتی

اک آن مین جہان ہون جلاتی
مین آگ ہون آب مین لگاتی

محرم جو ہے راز دل کا ہمراز
بیدی اسے جانتی ہون غماز

دیوانہ جنون نے بنایا
حیرت نے اک آئینہ دکھایا

گلشن سے ہوئی ہے بیدماغی — گلزار ہوا ہے مجھسے باغی

درپئے ہے سدا گل آبرو کا — تشنہ ہے مدام یہہ لہو کا

ہر خار چمن ہے خار کھاتا — طوفان ہر ایک ہے اٹھاتا

کچھ گل ہی نہین ہے صورتِ خار — پہنچاتی ہے بوئے گل بھی آزار

گلچین مری تاک مین ہے رہتا — ہر پھول ہے رازِ دل ہے کہتا

گلشن مین ہے میرے غم کا چرچا — بلبل نے کیا ہے راز افشا

سوسن کی زبان سے تنگ ہون مین — نرگس کی نظر سے دنگ ہون مین

طعنون کا جو سلسلہ بپا ہے — سنبل نے مجھے پھنسا دیا ہے

یہہ جال بنفشہ نے خدایا — بدنامی کے نام سے بچھایا

چمپا نے بھی زرد رو کیا ہے — رسوائی سے دو بدو کیا ہے

صرصر نے یہہ خاک ہے اڑائی — لالے نے یہہ آگ ہے لگائی

شبّو نے یہہ تازہ گل دیا ہے — انگشت نما مجھے کیا ہے

نرگس ہے اشارون سے دکھاتی — سوسن مری چغلیان ہے کھاتی

شوخی یہہ حنا نے کی سرِ دست — بدنام کیا ہوئی جو پابست

غنچے نے نہین شگوفہ چھوڑا — دل کا ہے جلا پھپھولا پھوڑا

اشجار سے یہہ ثمر ملا ہے — رسوائی کا خوب گل کھلا ہے

کیلے نے کیا یہہ حشر برپا — گلشن مین ہے صورِ شور پھونکا

سرگوشی سے برگ کر رہے ہین — غیبت پہ مری یہہ مر رہے ہین

شمشاد نے سرو نے خدایا — جھنڈے پہ یہہ راز کو چڑھایا

افشا نہ ہو رازِ دلفروشی ستّار طفیل پردہ پوشی
نامہ نہین درد کا ہے دفتر الفاظ نہین ہین ہین یہہ اخگر
تحریر نہین ہے خطِ تقدیر قسمت کا لکھا کیا ہے تحریر
طولانیِ زلف اس کو دی ہے اظہارِ کوایف دلی ہے
لپٹی ہوئی رنج سے ہے شادی توام ہے مراد و نامرادی
ہرچند ہے شوق کا تقاضا تاحشر اسی طرح لکھے جا
حسرت پہ تری مگر نظر ہے قصہ یہہ غرضکہ مختصر ہے
پاسخ کی جو ہے امیدواری دونی ہوئی میری انتظاری
تقدیر کرے جو غمگساری تحریر ملے تجھے ہماری
خط لکھ چکی جب وہ سوختہ جان پھر دستِ جنون تھا اور گریبان
پھر ہونے لگی جنون کی بیداد فریاد ہے اے خدا ہے فریاد
سوزان ہوا نالہ جہان سوز دل سوز جگر گداز جان سوز
دیکھی جو یہہ حالتِ جنون جوش سوسن سے رہا گیا نہ خاموش
گو طیش مین تھی ادب سے بولی مصحف کی طرح زبان کھولی
دل دینا نہین ہے جان دینا آسان نہین نامِ عشق لینا
دل سلگے مگر دھوان نہ نکلے ٹکڑے ہو جگر فغان نہ نکلے
مرنا کچھنا پہ ضبط کرنا نام ایسے ہی جینے کا ہے مرنا
بولی وہ پری بسر گرانی جاتی یہہ نہین ہے جانفشانی
دلسوزی اگر ہے دل جلانا ہمدردی کا کیون کرو بہانا

آزار دہی ہے غمگساری | دلداری ہوئی جگر فگاری

اے دوست لقب جفا کی بانی | دشمن ہوئی کیون بہر بانی

تنگ آگئی تجھسے جان میری | نشتر سی چلی زبان تیری

یہہ کہکے جنون مین خوب روئی | پیٹی چلائی جان کھوئی

پتھر سے جو سنگدل وہان تھے | سب درد و الم سے خونفشان تھے

سوتے آنکھون کے کھل گئے تھے | دل سوزش غم سے کھل گئے تھے

پکّا پھوڑا جگر بنا تھا | ناسور کا دل مین گھر بنا تھا

آنسو بنکر لہو رسا تھا | پھوٹا ہوا دل کا آبلا تھا

چھائے تھا ہر اک کے دل کو وہ غم | سب اُس کے ہوئے شریک ماتم

کہرام بپا ہوا بن مین | اک حشر بپا ہوا چمن مین

خالی ہوا جب بھرا ہوا دل | سوسن سے وہ بولی نیم بسمل

رکھتی ہے اگر ترس خدا کا | پھر کام نکال بیسوا کا

تقریر کی یہہ سناکے تحریر | یہہ خط ہے یہہ ہے جنون کی تصویر

دلدار کے پاس اس کو لے جا | کہنا کہ ہے یہہ پیام بھیجا

سوز غم افتراق جان سوخت | دل سوخت زبان و استخوان سوخت

جیتی ہے یہہ سخت جان نہ مرتی | اوپر کا ہے دم مدام بھرتی

یہہ ہی ہے اگر جگر فگاری | تو ہو چکی زندگی ہماری

مرجائین اگر تو یاد کرنا | ہمکو بس مرگ شاد کرنا

کیا ہے یہہ پوچھنا مرادل | کچھ تھا تو نہین ہے مبتلا دل

مر جاؤں گی ہین جو دل کو ٹھیس لگیگا
پھر دل نہ کبھی مجھے جڑے گا

سوسن مری جان تیرے قربان
رہ جائے نہ دل مین یہہ بھی ارمان

للہ تو میری مساعدت کر
ہدہد ہے تو ہی تو ہی کبوتر

نامے کا مرے جواب لادے
خالق تجھے خیر کی جزا دے

سوسن نے لیا وہ درد نامہ
وہ دفترِ عنبرین شمامہ

اک نقشِ محبت اُس نے پایا
تعویذ اُسے بازو کا بنایا

پہلے سے گلے ملی وہ
پھر صورت رنگ اُڑ گئی وہ

## دسوین داستان

### روانہ ہونا شاہزادے کا شہرِ ماچین سے اور اثنائے راہ مین وارد ہونا اُس کا لطیفہ خاتون کے باغ مین اور ہرن بنایا جانا اُس کا بزور جادوے لطیفہ

اے نکتہ نواز نکتہ پرور
زرین رقمِ نظامِ اختر

چلتا نہین خامہ اب کسی پل
پائے رفتار ہو گئے شل

شورے کی قلم قلم بنا ہے
جادو کس کا یہہ چل گیا ہے

آسیب کی کچھ خلش اگر ہو
چشمِ بد بین کی بدنظر ہو

ہو سُرمۂ کعبہ گرمِ تسخیر
بہرِ دفعِ نظر ہو تدبیر

کچھ بعد دوا دوش دوا دون
مین مصحفِ پاک کی ہوا دون

جاتا رہا اُس کا رنج و افسوس
درویش کا وہ ہوا قدم بوس

آداب سے ہو کے پھر بغلگیر
کی بعد ثنا تحیہ یہ تقریر

تم مصحفِ پاک کی ہو آیت
گمراہ کے واسطے ہدایت

تم مردِ خدا ہو ناخدا ہو
ساحل پہ سفینہ کو لگا دو

بولا وہ گلِ مراد کا رنگ
پورب کو چلا جا چند فرسنگ

اک میل ملے گا سروِ قامت
برپا ہے کیے ہوئے قیامت

الماس کی لوح اک درخشان
پیشانی میل پر ہے چسپان

روشن ہے مثالِ قلبِ صوفی
با کلکِ جلی بخط کوفی

منقوش ہے رہبری کا ملفوظ
اُس لوح پہ شکلِ لوحِ محفوظ

واقف کر کے بھلے بُرے سے
رخصت ہوا ایک دوسرے سے

بیدم گو تھا قدم اُٹھایا
مرکب کے قریبِ میل آیا

کی میل کی سرنوشت معلوم
دیکھی یہ عبارت اُسپہ مرقوم

جا حسنِ عمل کی شکل دائین
در پیش نہ تا کہ ہون بلائین

گر جانبِ چپ کہین گیا تو
آفات مین ہوگا مبتلا تو

تھا قصد کہ چلیے بے کدورت
رہِ راست کو راستی کی صورت

کچھ راہ کا کچھ سمجھ کا تھا پھیر
بائین کو گیا ہوا یہ اندھیر

در پیش ہوا اک اُس کو جنگل
غول و عفریت کا تھا دنگل

کانٹون سے رندھا ہوا تھا وہ بن
رفتار کا ہر قدم پہ مدفن

اس درجہ تھے سربلند اشجار
خورشید سنبھالتا تھا دستار

گویا کہ وہ برگ کی زبان سے | باتین کرتے تھے آسمان سے
خالی پھل پھول سے تھے اشجار | شلِ دستِ تہیِ نادار
مہرخ نے جو دیکھا وہ اکھاڑا | حربے کے لیے شجر اُکھاڑا
نزدیک آیا لگا کے جو گھات | گرزِ چوبی سے کی مدارات
غولون سے ہوا جو پاک وہ بن | آگے کو بڑھا وہ پاک دامن
کچھ دور سے دیکھا ایک احاطہ | تا حدِ نظر کیے احاطہ
دروازہ بلند و سرکشیدہ | جس سے دلِ مہ ضرر رسیدہ
تھی اوج پر اُس کی شانِ رفعت | مہتاب کو سیر مین تھی رجعت
در صورتِ چشمِ شوق وا تھا | ہم شکلِ کفِ سخی کھُلا تھا
زنگی پہرے پہ شکلِ اژدر | یا مارِ سیاہ بر سرِ زر
غاطر کی طرح کشیدہ قامت | اُٹھنے مین نمونۂ قیامت
عفریتِ مہیب دیو قامت | غولِ صحرا نہنگ صورت
نیچے کا تھا ہونٹ تا سرِ پا | اوپر کا بنا تھا خود سر کا
منھ اُسکا تھا موت کا دہانہ | تھا مرگ کا حلق قید خانہ
ہڈی ہڈی سطبر و گُندہ | دوزخ کا ہر ایک عضو کُندہ
وہ وقت جو خوابِ مرگ کا تھا | بیٹھے بیٹھے وہ سو رہا تھا
خراٹون کی تھی کھرج کی آواز | یا رعد کی تھی گرج کی آواز
کہتا ہوا فتنہ خفتہ بہتر | گلشن مین گیا وہ یاسمن بر
آراستہ باغ تھا سراسر | ہر برگ تھا صورتِ گلِ تر

دلکش مطرب کا وہ ترانہ
اشعار غزل وہ عاشقانہ

پہنچا جو سنا کیا وہ عاشق
آواز کی رخ کیے ہوئے گوش

بیچین ہوا جو دل زیادہ
کہنے لگا دل مین شاہزادہ

اندر سے محاط کو بھی دیکھو
اس بزم نشاط کو بھی دیکھو

یہہ سیر بھی ہاتھ سے نہ جائے
جوبن کا مزہ نظارہ پائے

کرتا ہوا سیر ہر در و بام
پھرتا ہوا جیسے بزم مین جام

داخل ہوا بے محل محل مین
جا پہنچا وہ بیچ راجل مین

دیکھا جو مکان کو مکین کو
رشک مہ و مہر مہ جبین کو

دل نے کہا اب مجھے سنبھالو
دانش نے کہا کہ خاک ڈالو

بانوئے لطیفہ حسن آرا
غرفے سے تھی کر رہی نظارا

ناگاہ نگاہ فتنہ پرداز
پہنچ کے جو رخ سے کر گئی ساز

کہنے لگی یہہ لطیفہ لاریب
سمجھو اس کو لطیفۂ غیب

ناخواندہ وہ میہمان بلایا
مہمان کو میزبان بنایا

پوچھا کہ اٹھائی کیون یہ تکلیف
کچھ کیجیے آپ اپنی تعریف

بولا ہون عجم کا شاہزادہ
ہے قاف کی سیر کا ارادہ

بہتر ہے کہا کہ بندہ پرور
کچھ روز تو ٹھہریے یہان پر

ہو شاد دل لطیفہ بالطف
بے لطف اگر ہے تو کیا لطف

منظور کرو جو ماحضر کو
ممنون کرو تمام گھر کو

یہہ کہکے ہوئی وہ ماہ موصوف
مہمانیِ میہمان مین مصروف

کی اُس نے برسم میزبانی — آراستہ محفل کیانی

تھی بزم نشاط شکل پروین — بلّور کے شیشے جام زرّین

حاضر ہوئے ساقیان گلفام — سیمین تن و گلبدن گل اندام

دورِ مے لالہ گون چلا پھر — چلنے لگا جام پے ملا پھر

بدمست ہوئی جو وہ گلِ تر — پھرنے لگا سر بہ رنگِ ساغر

پی مے جو دمادم و پیاپے — لائی کچھ اور رنگ وہ مے

حسرت کو لیے ہوئے جوانی — بیتاب تھی بہرِ میہمانی

کرنے لگی آرزو اشارے — بیباکانہ ہوس نظارے

ارمان کا دل پہ تھا تظلّم — خواہش نے بپا کیا تلاطم

ٹھنڈا کرنے کو وہ دلِ گرم — کہنے لگی رکھ کے طاق پر شرم

اس مے سے گئی نہ سردیِ دل — شوقِ مے وصل سے ہے بسمل

رکھیے نہ دلِ حزین کو ناکام — شیشے کو جھکائیے سرِ جام

پیمانے کے منہ مین ہو گلابی — ساغر مین ہو گردنِ صراحی

طوفانِ مے ہوس بپا ہے — مستی کا فتح چھلک رہا ہے

بولا بحجاب شاہزادہ — محجوب نہ کیجیے زیادہ

کافی ہے اسیقدر عنایت — ممنون ہون آپ کا نہایت

ہر بوسۂ لب ہے مہر اقرار — ہوگا پسِ واپسی نہ انکار

پاسخ جو جگر شگاف پایا — کاکل کی طرح سے پیچ کھایا

پلٹے جو کچھ اُس نے طور بے طور — جلتا ہوا اُس کا دل جلا اور

سوجھی یہہ ہما بلند پرواز
پھنستا نہین سہل صورت باز

کام آیا نہ دام اور نہ دانا
بیکار ہے حیلہ و بہانا

افسون کا اثر اسے دکھاؤن
جادو اس سر پر اب کھلاؤن

پیاسے کی نہ پیاس جو بجھائے
ترسائے مگر ترس نہ کھائے

ہے اُس کی سزا ترس نہ کھانا
انسان سے جانور بنانا

معجونِ زبرجدی منگا کر
مرغ سے کہا یہہ مسکرا کر

معجون ہے یہہ حیاتِ جوہر
معجونِ لطیف روح پرور

اک سنگِ رمق اسے جو کھائے
پژمردہ حیاتِ تازہ پائے

درماندگی کی ماندگی ہو کافور
کچھ نوش کرو کہ کسل ہو دور

تقدیر جو برسرِ بدی تھی
پیش آئی وہی جو کچھ بدی تھی

چاہا قسمت نے جب پھنسانا
دانہ ہوا دامِ مرغِ دانا

کام آئی نہ عقل و ہوشیاری
کی فہم و خرد نے کچھ نہ یاری

سوچا نہ ذرا وہ دور اندیش
سمجھا نہ ذرا وہ بے پس و پیش

اپنے ہاتھون سے زہر بونا
خود کردہ کو پھر پڑیگا رونا

بیوسوسہ وسوسہ نہ لایا
معجون [illegible] زہر کھایا

کھاتے ہی گرا وہ چیخ کھا کر
اک لاٹھی پڑی لطیفہ جا کر

الماس سے سر بسر جڑی تھی
ہلکی وہ [illegible] کی چھڑی تھی

سنبل کی طرح سے پیچ کھائے
[illegible] سر کا اُڑا اسے

صورت مین مثالِ شاخِ طوبیٰ
[illegible] یگانہ و عجوبا

نازک بدنون کا تھا چم وخم | تاثیر مین تیغِ آتشین دم
تھی رنگ مین رنگِ زلفِ شبرنگ | کاکل کا بھی اُس سے قافیہ تنگ
تھی اخترِ صبح شام اُس کی | شہرت ہوئی روم شام اُس کی
کہنے کو چھڑی تھی کہکشان تھی | یا چینِ جبینِ مہوشان تھی
افعی سی وہ زہر مین بھری تھی | جادو کی غرض کہ وہ چھڑی تھی
آہستہ لگائین سحر خوانان | چارون شانون پہ چار چھڑیان
آہو وہ بنا بزورِ جادو | عاشق کی برات وشاخِ آہو
آہو بھی بنا تو خوب صورت | ہم چشمِ غزال وحورِ جنت
اللہ رے اُس کی جامہ زیبی | آہو کا لباس ودلفریبی
کرتا ہوا جنت کا گلہ وہ | ہم چشمون مین اپنے جا ملا وہ
قسمت مین بجائے آب ودانا | شکلِ آہو تھا گھانس کھانا
آہو کے لباس مین وہ مجروح | رہنے لگا جیسے جسم مین روح
چندے اِسی شکل مین بسر کی | مجبوری سے شام کی سحر کی

## گیارھوین داستان

لطیفہ خاتون کے باغ سے نکلنا شاہزادے کا بشکل آہو اور داخل ہونا اُس کا جمیلہ خاتون کے باغ مین اور پھر آدمی بنایا جانا اُس کا جمیلہ کے سحر سے اور پھر روانہ ہونا طرف کوہ قاف کے پشت سیمرغ پر

لکھتے ہین سخنورانِ جادو | چشم کافر کو چشم آہو
عالم کے تمام نکتہ پرداز | کہتے ہین اسی کو سحر و اعجاز
ہان اے مرے کلکِ سدرہ پیوند | طوبائے نعیم کے جگر بند
ہان اے قلمِ بلند پرواز | سرمایۂ فخر و مایۂ ناز
اعجاز سخنوری دکھادے | آہو کو تو آدمی بنادے
وہ خالقِ لم یزل کا اعجاز | تصویرِ غزالِ جنتِ ناز
وہ آہوئے وادیِ مصایب | وہ جلوۂ مظہرِ عجائب
وہ حورِ جنان کا نورِ دیدہ | وہ جامۂ آدمی دریدہ
وہ ماہرخِ دلِ زمانہ | یعنے شہزادۂ یگانہ
وہ دستِ جنون کا دامن و جیب | تھا منتظرِ لطیفۂ غیب
جادو سے نہ تھی فقط زبان بند | تھا بند گلو لب و دہان بند
قابو مین نہ جب زبان کو پایا | دل کو اُس نے زبان بنایا
اک دل تھا ہزار آرزو تھی | دل ہی دل مین یہہ گفتگو تھی
اعمال کی اپنے ہے یہہ شامت | مقصد کے عوض ملی ندامت
منزل کی نہین مجالِ رفتار | دو پاؤن سے گو کہ ہو گئے چار
گیسو کو جو ہاتھ مین لگاتا | یہہ روزِ سیہ نہ پیش آتا
ملکر جو گلے قدم پکڑتا | جامہ یہہ مرے گلے نہ پڑتا
کیونکر مین دکھاؤن بے پر و بال | اُس رشکِ پری کو صورتِ حال
ہر نوکِ مژہ گڑی ہے دل مین | ابرو کی گرہ پڑی ہے دل مین

سوسن کی فسون گری ہے روشن
ہوتی ہے یہان وہ ساحری فن

یہہ سحر کے بند کھول دیتی
بدلا ہوا ساحرہ سے لیتی

کھل جاتی حقیقت اس کے گر کی
ملتا تھا کی جو اب تر کی

ماں باپ کی یاد نے ستایا
دکھتا ہوا اور دل دکھایا

یاد آئے برادرانِ مقتول
سب اپنا ستم نہیں گیا بھول

کہتا تھا کہ اس سے لاکھ درجے
پھر قصر کے تنگ تھے شکنجے

سب کچھ یہہ قہر مہر انگیز
بویا ہوا زہر بہر انگیز

یاد آئی نصیحتِ دلارام
نادم ہوا اپنے دل مین ناکام

وہ حور وہ قصر وہ چمن زار
وہ پھول وہ پھل وہ نہر اشجار

پھرنے لگے روبرو نظر کے
رونے لگا سب کو یاد کر کے

انجم سے گرے قمر کے آنسو
موتی سے گرے گہر کے آنسو

افکار سدا یہی تھے دل ریش
تشویش یہی مدام درپیش

کب بندِ فسون سے ہو رہائی
عقدے کی یہہ کب گرہ کشائی

کب دیکھیں معاف ہون معاصی
اس جا سے کب گلو خلاصی

وحشت نے پھرا اُسکی کل کو کو کا
اک گشت لگایا چار سو کا

گلزار کی ایک سمت دیکھی
دیوار کی پست سربلندی

دیکھی دیوار اک نظر سے
پایا نہ اُسے بلند سر سے

بنیاد سے عرض و طول دیکھا
دیوار کو دامن فضول دیکھا

قسمت کی طرح سے تھی وہ کوتاہ
خوش تھا کہ ملی گریز کی راہ

اک سمت میں تھا کہ پاؤں پھسلا
پھاندا تھا جہاں سے پھر وہیں تھا

تشبیہ ہوئی تھی قطب ساکی
گو دوڑ گیا پر جگہ نہ بدلی

گویا روش زمین دو محور
ہر پھر کے رہا اسی جگہ پر

امید کی یاس نے بلایا
ہمت کو امید نے بڑھایا

ہمت نے دیا قدم کو کاندھا
دیوار کو سات بار پھاندا

سو تیر کے طالب سے تن زار
ہے نقش زمین و پائے بیکار

قسمت میں نہ تھا آب و دانا
ایک اور طرف ہوا روانا

کرتا ہوا چرخ کی شکایت
اپنے حرکات کی فضیحت

کہتا تھا ہوا ہوں ساحری کا
زردشت کا سحر و ساحری کا

تعویذ نے کی جو کچھ اعانت
تو یہ کا کھلا در اجابت

دیوار میں اک نظر پڑا در
آئینہ میں جیسے عکس دلبر

در سا نظر پشم آہوئن تھا
گلزار دگر کا دیدبان تھا

یوں آ کے ملا تھا باغ سے باغ
جیسے کہ جگر پہ داغ سے داغ

توام تھے وہ صورت دو پیکر
دونوں کا ملا ہوا اسقدر

گویا کہ بکاغذ زر افشان
اک جلد میں بوستان گلستان

فصل گل سا گیا چمن میں
پھرتا ہوا جیسے خون تن میں

سبزہ سا بڑھا چمن چمن سے
ملتی ہوئی چال تھی دلہن کی

سبزے کو وہ روندتا ہوا پھر
بجلی سا وہ کوندتا ہوا پھر

بھرتا ہوا چوکڑی طرارے
کرتا ہوا ہر طرف نظارے

وحشت سے کھڑے کیے ہوئے کان — دہشت سے چھپائے ہم مین جان

جاتا تھا چلا پلٹ پا یا — اک قصر کو سدِّ راہ پایا

دم لینے کے واسطے وہ جانکاہ — ٹھہرا دم کی طرح سرِ راہ

دیکھا کہ نگارِ حسن افروز — دین و ایمان و جان و دل سوز

نازک تن و نازنین و خوش قد — برآمدے مین ہوئی برآمد

وہ چشم سیہ وہ گیسو — اندھیر کیے ہوئے بکھرے ہر سو

سرگشتہ زمانے کے دلِ زار — گیسو کی کمند مین گرفتار

آنکھون مین نگاہِ فتنہ پرداز — اک گوشۂ چشم سے نظرباز

ابروے دوتا درازِ مژگان — چلّے مین چڑھے ہوئے تھے پیکان

ابروے خمیدہ شکلِ شمشیر — مژگانِ دراز صورتِ تیر

ابروے چھری جگر پہ ماری — کی دل پہ مژہ نے تیرباری

خالِ رخ دل کا تھا سویدا — ہر مردمِ چشم دل سے شیدا

زلفون کے ہوئی نثار لیلیٰ — سو دل سے بنی ہزار لیلیٰ

شیرین کا وہ حسنِ پُر ملاحت — خود اُس کو نمک تھا بر جراحت

گردابِ بلا چہِ زنخدان — ڈوبا ہوا جس مین ماہِ کنعان

رخسار کا حسن عالم افروز — کھوتا تھا تفاوتِ شب و روز

چہرے سے ہوا قمر نہ ہمسر — دو شمس کہان اُسے میسر

ہیئت پیشِ نظر جبین و بینی — از روئے صفت نہ عیب بینی

تمثیل سنو کہ دل ہو محظوظ — انگشتِ قضا بہ لوحِ محفوظ

جوبن کا اُبھار وہ دل آویز — سینہ سے دلون پہ تھا بلاخیز

موزونی مین نخلِ قد مثل تھا — اُس سروِ سہی کا سیب پھل تھا

دندان پسِ لب نہ سر بسر تھے — دُرجِ یاقوت مین گہر تھے

کچھ لب پہ فسون تھا کچھ بیان مین — کچھ آنکھ مین سحر کچھ زبان مین

گلشن سے ہوئی نظارہ بازی — کی تُرکِ نگہہ نے تُرکتازی

جس رُخ سے چمن کے آنکھ پھیری — غل تھا کہ نہین ہوئی ہے سیری

باقی نہین کچھ ذرا رہا ہے — دم آنکھون مین کھنچ کے آرہا ہے

برباد ہین خاک و آب و آتش — ہے قالبِ روح مین کشاکش

برپا ہے فساد خیمہ و شر مین — ہے سب کی صفائی اک نظر مین

جب ڈھا چکی آفتین چمن پر — ٹھہری پھرتی ہوئی ہرن پر

دل سے ہوئی شیفتہ جمیلہ — آہو کی فریفتہ جمیلہ

محو ایسی تھی آہوئے ختن کی — آنکھون مین تھین پُتلیان ہرن کی

بولی وہ دکھا کے یاسمن کو — لا جلد اس آہوئے ختن کو

کس نازنین گود کا پلا ہے — کس حسن کے سانچے مین ڈھلا ہے

تھا کس کے کنار سے ہم آغوش — کس قدِ حسین کا تھا یہ ہمدوش

یہ حُسن کہان ہرن نے پایا — غلمان قالب بدل کر آیا

چھالہ کا پڑا ہے گردہالہ — تارہ ہے چمک مین ہر ستارہ

پھرتی ہوئی جیسے چشمِ جادو — آئی وہ خواص نزد آہو

لی گھانس ہری پڑھی دکھائی — بلبل کو ہوائے گل بتائی

تھا کاہ میں زور کہربا کا
آہو کو بہ رنگ کاہ کھینچا

مقناطیسی کشش دکھائی
فولاد کی شکل کھینچ لائی

ایسکر آہو تھا اس آئی
مطلوب مزاج خاص لائی

پھر لاڈ سے لگے ہزار ہونے
لاکھوں آہو کے پیار ہونے

معشوق صفت گلے لگا کر
آہو سے کہا کہ میرے دلبر

میں کیا مری آن بان صدقے
دل کیا کہ ہزار جان صدقے

رکھا آہو کا گود میں سر
پوچھو نہ غزال کا مقدر

باتیں تھیں ادھر تو پیاری پیاری
آنسو تھے ادھر ہرن کے جاری

واں پیار تھا اور دلدہی تھی
یاں آنسوؤں کی جھڑی بندھی تھی

آنکھیں ہوئیں تر سرشک غم سے
مانوس الم تھا دم قدم سے

بولی وہ نگار ہو کے حیران
روتا ہے غزال شکل انسان

پھر سمجھی فقط یہ سب ہے حیلہ
جادو کا ہے آہوئے لطیفہ

معجون زمرد میں منگائی
قدرے تریاق سی کھلائی

کھاتے ہی ہوا غزال بیہوش
جاتے رہے سب رہے نہ ہوش

آہستہ لگایا پھر چھڑی کو
بدلی نہ کبھی وہ اس گھڑی کو

جب بند فسون ہوا کشادہ
مہرخ وہی پھر تھا شاہزادہ

اس بند سے وہ غزال پیکر
نکلا جیسے صدف سے گوہر

قالب سے ہرن کے با لطافت
نکلا غنچے سے جیسے نکہت

یا ابر سے جیسے ماہ انور
یا جیسے گہن سے مہر خاور

یا جیسے کہ آنکھ سے نگاہیں　　یا جیسے دلِ حزین سے آہیں
یا جیسے قفس سے بلبلِ زار　　یا جیسے کہ قید سے گنہگار
یا جیسے تنِ نزار سے سانس　　یا جیسے دلِ فگار سے پھانس
الماس سے یا کہ جیسے ضو　　یا جیسے کہ آئینہ سے پرتو
یا جیسے کہ مشک نافہ سے بو　　یا جیسے کسی چمن سے آہو
یا جیسے کہ جان آب و گِل سے　　یا جیسے دعا کسی کے دل سے
یا جیسے عروسِ ناز پرور　　حجلہ سے کرے خرام باہر
اچھا جو ہوا کچھ اُس کا لہنا　　جامہ انسانیت کا پہنا
آہو کے لباس کو اُتارا　　بدلا پوشاک کو دوبارہ
ہر چند کہ خود بھی تھی شکیلہ　　اُس شکل پہ مر گئی جمیلہ
پوچھا کہ وطن کہا کہ غربت　　کیوں ترک کیا کہا کہ وحشت
پوچھا مسکن کہا کہ زنجیر　　پوچھا باعث کہا کہ تقدیر
پوچھا کہ پتہ کہا نہیں ہے　　پوچھا مسکن کہا کہیں ہے
کیا نام ہے پھر کہا کہ گمنام　　کیا کام ہے پھر کہا کہ ناکام
پوچھا ملت کہا کہ اُلفت　　پوچھا مذہب کہا محبت
پوچھا پیشہ کہا تعشق　　پوچھا موجب کہا تعلق
پوچھا منزل کہا عدم ہے　　پوچھا مرکب کہا قدم ہے
پوچھا مونس کہا الم ہے　　پوچھا ہمدم کہا کہ غم ہے
پوچھا رہبر کہا جنوں ہے　　پوچھا کیونکر کہا فسوں ہے

پوچھا کہ رفیقِ غم کہا آہ	پوچھا حافظ کہا کہ اللہ
لب شکر و سپاس سے ہلایا	بارِ احسان سے سر جھکایا
اظہارِ حقیقتِ گزشتہ	رخصت کی طلب تھی دستبستہ
ہنسکر بولی جمیلہ کیا خوب	شاید تھی بہت لطیفہ مرغوب
اُس کی تو ہوئی قبول دعوت	مجھسے رخصت میں ہے نہایت
وہ ماہ رہا بپاسِ ناہید	اک روز خجستہ صورت عید
مشغولِ نشاطِ عیش و عشرت	محظوظِ سرورِ رقص و دعوت
روزِ عشرت ہوا جو آخر	سمجھا کے جمیلہ سے کہا پھر
سو بات کی ایک بات ہے صاف	جانا ہے مجھے ضرور و انصاف
پھر کر جو نہ دن کریں خرابی	ہوگی ترے دل کی کامیابی
بولی کس پاس سے کہ مجبور	بیچارگی بندگی ہے مشہور
جاکر لے آئی پھر وہ دلگیر	خنجر تیر و کمان و شمشیر
رومالِ حریر لائی زرکار	دیکھ ہر چیز کی یہ گفتار
کیا تیر کی تم سے ہوں ثناخوان	پیکانِ قضا یہی ہے پیکان
اس تیرِ قضا کی دیکھکر چال	معشوق کی ہے نگاہ پامال
پوچھو نہ کچھ اس کمان کا احوال	ہے قوسِ ہمائے جاہ و اقبال
صمصام کی تاب برقِ تابان	ہے نام کی عقربِ سلیمان
معشوق کی ابروئے ہلالی	تارِ رشک و حسد میں ڈالی
ہے ماہیِ آب فتح خنجر	مشکل کہ بیان ہوں صفِ جوہر

رکھے اسے اپنے پاس جو گرد | میدان رہے اس کے ہاتھ ہو برد
روئین تن ہو یل تہمتن | ہو پھول کھلے ہزار سو من
رومال سے اس کا لو اگر کام | بپھرے ہوئے شیر کو کرے رام
جوہر سے بخوبی ہو کے واقف | راہی ہوا لے کے وہ تحائف
اللہ نے پھر یہہ دن دکھایا | واقات کے رخ قدم اٹھایا
جلنے لگی ہجر مین جمیلہ | روشن دل کا ہوا فتیلہ
دانتون سے وہ پھول سی پیلی تھی | مرجھائی گلاب کی کلی تھی
اس ماہ کی دل سے مشتری تھی | یہہ انہ تھی گو کہ خود پری تھی
وہ تازہ شباب کا زمانا | وہ پہلے پہل کا دل لگانا
وہ ٹکٹکی نیا تردد | وہ درد نیا نیا تشدد
وہ چاٹ نئی نیا مزا وہ | پانے لگی عشق کی سزا وہ
تھا منتشر کیے ہوئے بیا دل | روکے نہ کسی طرح رکا دل
سمجھا سمجھا کے تھک گئی وہ | قابو نہ چلا تو خود چلی وہ
تھا ماہ جہان مقیم منزل | زہرہ سی ہوئی یہہ جا کے داخل
پہلو مین جمیلہ کو بٹھا کر | شہزادہ نے پھر گلے لگا کر
سمجھا سمجھا کے کی تشفی | پوچھا اشکون کو دی تسلی
دے دے کہ غرض اسے دلاسا | واپس گیا تشنہ دل کو پیاسا
القصہ وہ ماہ دھو کے منھ ہاتھ | نکلا پھر آفتاب کے ساتھ
اک بیشہ کو سدّ راہ پایا | داخل ہوا اور وہ بلند پایا

ضرغام لقب ہزبر خونخوار — رستم بھی تھا جس کے روبرو خوار
ضیغم کی سپاہ کا سپہدار — اُس بیشہ کی راہ کا تھا رہدار
آیا جو مقابلہ پہ ضرغام — شہزادہ ہوا اجل کا پیغام
شمشیر سے اُس نے شیر مارا — سردار کا تن سے سر اُتارا
سردارِ سپہ ہوا جو بے سر — سمجھے وہ کہ اب نہونگے سربر
بیدل ہوئی وہ سپاہِ بے سر — بھاگے سب پاؤں رکھکے سر پر
پائی خبرِ شکست پیہم — بپھرا ہوا آیا شاہِ ضیغم
سرپنجہ کہ پنجۂ قضا تھا — چنگل وہ کہ چنگلِ بلا تھا
مہرخ پہ ڈکار کر اُٹھایا — شہزادہ پہ تیر سا وہ آیا
غصہ سے اسد کا غیر تھا حال — مہرخ نے اُسے دکھایا رومال
رومال تھا یا کہ ابرِ مُردہ — پانی سا پیا اُسکا غصہ
رومال سے دست پاک کرکے — پونچھا چہرے کو شیرِ نر کے
پچھ دام کو صید کرکے بیدام — کی دعوتِ بادشاہ ضرغام
سر کرکے مہم بپائے مردی — پھر تو گیا گرمِ رہ نوردی
شہزادہ گیا تھا چند فرسنگ — دیکھا سرِ راہ قلعۂ زنگ
اک لشکرِ روسیہ سیہ کار — قلعہ کی حدود کا نگہدار
فوجِ زنگی کا میرِ لشکر — خاطر کی طرح گران سنگ سر
سیرت میں بلا مزاج میں جن — چہرہ کی طرح سیاہ باطن
نازاں تن و توش پہ تھا زنگی — تھا دعویٔ اژدری نہنگی

شہزادہ کو دیکھ کر چنگھاڑا — سُنہ صورتِ غار اُس نے پھاڑا
زنگی نے اٹھایا اپنا بھالا — شہزادہ نے نیمچہ سنبھالا
گو ہیبتِ خوف و بیم تھا وہ — اک نیمچہ مین دو نیم تھا وہ
زنگی نے جو زنگِ تیغ چاٹا — خون تیغ نے بیدریغ چاٹا
شمشیر تھی یا عصائے موسیٰ — زنگی فرعونِ زرد رو سا
صمصام نے خوب زہر بویا — پانی مین جنہی ڈبویا
زنگی کو ملی جو روسیاہی — شمشیر نے سرخروئی پائی
یکتا تھا اگرچہ اُن مین ہر فرد — مہرخ سے سیاہ رو ہوئے زرد
کھا کھا کے جوان کی ضربتِ گُرز — صد پارہ ہوئے وہ کوہِ البرز
تلوار نے تُل کے جب کیا وار — دو ایک کے دو کے کر دیے چار
خنجر کی چڑھے جو سان مغرور — زنگی ہوئے شکلِ زنگ کافور
جو آیا پئے نبرد نامرد — خون گرمیِ تیغ نے کیا سرد
شمشیر کا بھی غضب کا تھا کاٹ — اُن سب کو اُتارا ایک ہی گھاٹ
آیا پسِ قلع و قمعِ لشکر — بُرجِ قلعہ مین ماہ پیکر
عاشق ہوئی اُس پہ دخترِ سالار — اُس مہ کا ہوا زحل پرستار
مہرخ پسِ فتحِ باب نکلا — ظلمات سے آفتاب نکلا
رخصت ہوا ماہرخ مظفر — سرچنچ پہ پا سرِ زمین پر
آیا اک مرغزار دلکش — گلزار کے مرغزار و دلکش
سرچشمہ ہزارہا تھے جاری — تھی چشمِ ہزار دو آبشاری

وہ نہر رواں وہ سبزۂ تر | آبی جدول ہرے ورق پر
ہوتی تھی پہنچکے وان گلابی | ہر سمت شعاع آفتابی
کاہی کہین صفحۂ زبرجد | دھانی کہین تختۂ زمرد
مہرخ کی تھی آنکھ خواب جویا | اُس تخت زمردین پہ سویا
اُس تختہ مین اک شجر تھا پیدا | پتے ہوئے پھول پھل کا گہنا
سرسبز بلند ست تناور | سیمرغ کا آشیانہ سر پر
سیمرغ کے بچے بے پر و بال | اک مضغۂ گوشت مرغ کے لال
ہو جاتے مدام تھے وہ بے پر | اک لقمۂ نرم و چرب اژدر
ملتا تھا یہہ داغ اُن کو ہر سال | ماں باپ کا دل ہوا تھا غربال
بیچارے کوئی مفر نہ پاتے | بچون کے مدام داغ کھاتے
معمول پر اپنے اژدر آیا | موذی آفت سا سر پہ آیا
حدت سے ہوا جوان جو بیدار | دیکھا اک اژدر شرربار
لہرا لہرا کے مست اژدر | چڑھنے لگا بیل سا شجر پر
دیکھا بچون نے قاصد موت | بے موت غریب ہو گئے فوت
شہزادہ نے اُن پہ رحم کھا کر | چلّے سے خدنگ کو ملا کر
پیکان قضا سا تیر مارا | چڑھتے ہوئے زہر کو اُتارا
اُترا جو وہ اژدہا پلٹ کر | آیا شہزادہ پر جھپٹ کر
عقرب نے اُس اژدہے کو کاٹا | سیف دو زبان نے خون چاٹا
اُن بچون کو چاٹ پر لگایا | طعمہ سا وہ اژدہا کھلایا

بچون کا تھا گوشت کھانے آیا<br>بچون ہی نے گوشت اسکا کھایا

منظور ہوئی جو استراحت<br>آیا آنکھون مین خوابِ راحت

باقی دن رہ گیا جو تھوڑا<br>سیمرغ کا پھر کر آیا جوڑا

دیکھا اُسے قہر کی نظر سے<br>مادہ نے کہا یہہ مُرغ نر سے

دشمن یہی ہر برس ہے آتا<br>بچّے عوض ترس ہے کھاتا

نر بہرِ ہلاکِ شاہزادہ<br>آمادہ ہوا کہ بولی مادہ

پہلے دیکھ آؤ تم نشیمن<br>ناحق نہ ہو خون بارِ گردن

مادہ کی پسند کر گیا پند<br>دیکھا تو حیات سے جگر بند

سیمرغ کے ننھے ننھے بچّے<br>معصومون کی شکل دل کے سچّے

کھ گذرے جو دیکھا تھا تماشا<br>بچون کی طرح سے بے تحاشا

نر نے کہا اُن سے حال سارا<br>مُحسن ہے یہہ نوجوان ہمارا

سایہ کی طرح قریب آیا<br>مہرخ پہ کیا پرون کا سایا

لیتے ہین یہان سے پند ذی ہوش<br>احسان نہ کرے کوئی فراموش

لاریب کہ بدترینِ حیوان<br>ہے نا احسان مند انسان

احسان نہ اگر بشر نے مانا<br>اللہ و رسولؐ کو نہ جانا

احسان ہوا دل کے واسطے دام<br>سیمرغ ہوا شکارِ بیدام

مہرخ ہوا بخت سا جو بیدار<br>سیمرغ نے کی ادب سے گفتار

کیا نام حضور کا ہے کیا کام<br>ارشاد ہو مین کرون سرانجام

بچّے مرے آپ نے بچائے<br>اژدر کا نہ ڈر خطر مین لائے

خادم کو بھی ہے یہی سزاوار ۔ خدمت سے کبھی نہ ہو خطاکار

احوال سے اپنے کرکے ماہر ۔ مہرخ نے کیا جو عزم ظاہر

سیمرغ کے صاف اُڑگئے ہوش ۔ بولا کچھ دیر رہ کے خاموش

کیا دل مین حضور کے یہہ آئی ۔ باقی نہین وان پری رسائی

واقاف سے قاف تک ہین وہ قاف ۔ دِقّت کی ہر ایک قاف ہے ناف

ہے قلزم ہفت گام حائل ۔ سیر یہہ وہ آفتاب زائل

ہے عزم اگر یہی مقرر ۔ مرضی ہے اگر یہی تو بہتر

سر جیسے ہے زیر بار احسان ۔ ہو پُشت بھی زیر بار انسان

فکرِ توشہ شتاب کیجے ۔ دام و دد کے کباب کیجے

کھالون کی بنائیے پکھالین ۔ اتنا ہو کہ ایک ہفتہ کھالین

سامانِ ضروری کرکے تیار ۔ پُشتِ سیمرغ پر کیا بار

اُس تختِ ہوائی پر چڑھا دہ ۔ جادو کی مثال سر چڑھا دہ

سیمرغ ہوا تھا عرش جویا ۔ معراج یہہ عشق کی تھی گویا

## بارھوین داستان

طے کرنا شاہزادے کا بحور ہفتگانہ کو اور پہنچنا شہرِ واقاف مین اور ملاقات کرنا صنوبر بادشاہ سے پھر وارد ہونا سوسن کا نامۂ رشک پری لیکر اور جوابِ نامہ لکھنا ماہ رخ کا ٭

ہان اے مرے کلکِ قدس طینت | دستِ قدرت کے زیب و زینت
ہان اے مرے خامۂ پری خوان | نوری انگشتِ دستِ یزدان
ہان میرے سخن بہار خامہ | رنگین ہو رقم جوابِ نامہ
تقدیر کی چل گئی سفارش | سامان ہے بہم پئے نگارش
دو صفحے ہین دو بیاضِ رخسار | ہر ایک ورق ہے چہرۂ یار
ہر تختۂ مشق لوحِ سینہ | مضمونِ لطیف کا سفینہ
ہے دیدۂ حور کی سیاہی | روشن ہے عجب یہہ روشنائی
موجود برائے سوف ہے خال | ہر نالِ قلم پری کا ہے بال
مژگانِ دراز و چشمِ حلقہ | ہے میرے لیے دوات و خامہ
اللہ رے اہتمامِ تحریر | یہہ نامِ خدا ہے نامِ تحریر
بیتاب نہ کیون ہو دل بغل مین | قلمین مری زلف کی ہین قلمین
اشعار نہ کیون ہون پُر لطافت | دیکھو مری کلک کی نزاکت
پھولون کی چھڑی قلم ہے میرا | موتی کی لڑی قلم ہے میرا
ہان اے قلمِ شگوفہ اندام | آغازِ سخن کا ہو سر انجام
دہ داغ پئے جبینِ پرویز | راجہ اندر کا آبرو ریز
دہ کاخِ فلک کا نقش پرداز | سیمرغِ سوارِ عرش پرواز
اونچا ہو کر ہوا غبارا | پیشانیِ آسمان کا تارا
ملتی ہوئی سیر تھی قمر مین | سیرِ کرۂ زمین نظر مین
دن کو خورشید جلوہ گر تھا | شب کے لیے دوسرا قمر تھا

گردوں نے خوشی سے چرخ مارا | دل سے مہ و مہر کو اُتارا
سیارۂ ہشتمی جو پایا | دستار کا پھول اُسے بنایا
خورشید نے دیکھا چشمِ بد سے | جلنے لگا آتشِ حسد سے
در پردہ عدو مہ شبینہ | رکھتا تھا جگر پہ داغِ کینہ
جاتی تھیں لیے ہوئے ہوا سا | امواجِ ہوا حباب آسا
جب روئے زمیں کے بیچ نظر کی | جا کر سرِ آب پھر نہ سرکی
دیکھا قلزم محیط و موّاج | برپا کیے اک تلاطم امواج
قلزم کا تموّج ایک گونہ | طوفانِ نوحؑ کا نمونہ
پشت سیمرغ کشتیِ نوح | عنقا تھا وہاں پہ نامِ ذی روح
قہرِ قلزم سے آب پُرشور | پانی کا نہ چھپ سکا کہیں چور
چکر میں پڑی ہوئی فلک کی | بے لنگر و بادبان تھی کشتی
گنبد جو فلک کا بے بہا تھا | دونے کی طرح سے بہ رہا تھا
سہمے دیکھ اُس کی ہولناکی | مرغِ آبی ہوائے خاکی
گھڑیال مگر تھے سوسن ناکے | کھوئے ہوئے سب عدم کے ناکے
شہزادہ کے دل میں ڈر سمایا | جاتے خور و نوش خوف کھایا
ڈر ڈر کے کہا کہ یا الٰہی | کشتی کی مری نہ ہو تباہی
دل جیسے ہے غرقۂ تلاطم | تن ہو نہ کہیں غریقِ قلزم
رکھتا ہے جہازِ مرغ پیکر | سطول نہ بادبان نہ لنگر
رہبر ہے کوئی نہ رہنما ہے | اپنا تو خدا ہی ناخدا ہے

یارب حائل نہ کوئی شئے ہو — یہہ مرحلہ خیریت سے طے ہو
کھائے نہ یہہ موج کا تھپیڑا — اللہ لگائے پار بیڑا
بیرا نہ ہو رہے یہہ رہ پہ — ہر پر کو عطا ہو زور شہپر
جاتا تھا وہ مرکب ہوائی — اُڑتا ہوا جس طرح ہوائی
طے کر گیا وہ پرندہ دانا — اک ہفتہ مین بحر ہفتگانہ
کاٹے وہ دن گھڑی گن — واقاف کا دن تھا آٹھوان دن
پایان یم بیکران نے پایا — انجام محیط پیش آیا
دیکھا دنیا کو لامکان سے — فرش خاکی کو آسمان سے
ہر سو تھی نگاہ بہر واقاف — دیکھا ناگاہ شہر واقاف
بادی نے تھا آسمان دکھایا — خاکی عنصر زمین پہ لایا
اک پل مین مثال وحی ناگاہ — اُترا بام فلک سے وہ ماہ
مرکب کو اُتارا اپنا انبار — ہلکا ہوا بار سے گرانبار
سیمرغ نے یادگار شہپر — شہرخ کو دیئے یہہ بات کہکر
مشکل جو پڑے تو پر جلانا — موقوف اس پر ہے میرا آنا
اک گوہر بےبہا کا دانا — رخصت ہوا دے کے مرغ دانا
دُردانۂ بے نظیر یاآب — نادر بےنقص و عیب نایاب
قیمت مین خراج ہفت کشور — قامت مین ترنج کے برابر
لیکن وہ دُر یتیم و شہپر — غلطان پیچان چلا وہ گوہر
پہلو مین جو دل کے تھے جانب — تھے پیش نظر ہر ایک جانب

اک شہر پناہِ شہر دیکھی — شکلِ سدِ سکندری تھی

ہر در درِ فتح سا کھلا تھا — آغوش کشا ہر اک درا تھا

پایا جو فتوح کا کھلا در — فاتح نے قدم بڑھایا اندر

دیکھا اک شہر عرش بنیاد — معمورۂ حسن حسن آباد

اُس شہر کا شہریار دلبر — رشکِ شمشاد تھا صنوبر

شاہِ دادفرِ تمیز تھا وہ — جانِ ہر دل عزیز تھا وہ

سلطانِ کریم نیک عادل — باشندے حسین خلیق باذل

غلمان حور و پری جن و انس — ہمشکل تھے ہم قماش ہم جنس

جو گھر تھا وہ تھا پری کا مسکن — ہر خانہ تھا دلبری کا مسکن

ہر ایک دکان تھی حسن کی کان — الفت کا بھرا ہوا تھا سامان

ہر جنس کی بے بہا بہم جنس — ہر قسم کی تھی وہاں نہ کم جنس

انبار دکان میں یوں تھا سامان — جیسے دلِ عاشقان میں ارمان

سودے کے ہزارہا خریدار — الفت نے کیا تھا گرم بازار

ہر سو صنمانِ کافری کیش — جنس عشوہ لیے ہوئے پیش

حسنِ نمکین صبیح ان کا — ذی روح ہر اک ذبیح ان کا

شوخی و کرشمہ و شرارت — نایاب بضاعتِ تجارت

ہر چینِ جبینِ جفا کی بانی — ارزان تھی متاعِ سرگرانی

آنکھوں میں تھی گردشِ سپہری — سرگرمِ فروغ سرد مہری

شورِ ارنی و لن ترانی — عاشق معشوق کی زبانی

روشن ہر سمت داغ دل کے | جلتے تھے وہاں چراغ دل کے
زر وان کا زرِ گلِ محبت | سکّہ تھا وہاں کا داغ الفت
گو عشق کے ہر طرف تھے پہرے | لُٹتا تھا شکیب دن دوپہرے
کیفیتِ شہر و سیرِ بازار | ہر رخ کو کیے تھی محوِ دیدار
گزری شمشاد کی سواری | مانندِ نسیمِ نو بہاری
شمشاد جوانِ سرو بالا | اقبال کا جس سے بول بالا
فرزانہ منش ندیمِ سلطان | پردہ دارِ حریمِ سلطان
خلقت میں تھی میہمان نوازی | طینت میں سرشتِ پاکبازی
کرتا تھا جدا نہ شاہ دم بھر | شمشاد تھا سایۂ صنوبر
مہرخ پہ پڑی نگاہ شمشاد | حیران ہوا دیکھکر پریزاد
جامے میں مسافرت کے انسان | خورشید سا گردِ رہ میں پنہان
بشرے سے عیاں شکوہِ صولت | اقبال غلامِ خود بدولت
سائے کی طرح پسِ ہما کے | سائے میں کھڑا ہوا خدا کے
تسخیر پہ ماہ کا تھا اختر | شمشادِ رواں ہوا مسخّر
حاضر ہوا حاضرات کی شکل | کی عرض ہے گم غلام کی عقل
کس قاف کے آپ ہیں پریزاد | کس باغ کے آپ سروِ آزاد
شمشاد ہیں آپ کس چمن کے | شمعِ روشن کس انجمن کے
حضرت کا ہوا کہاں سے آنا | ہے پیش نظر کہاں کا جانا
منظورِ نظر اگر ہو راحت | موجود ہے بہرِ استراحت

وارد و صادر کا کفش خانہ — فرمایئے لطفِ خسروانہ
فردوس ہو خانہ باغِ شمشاد — روشن چشم و چراغ شمشاد
شاہون کے سبب داخلِ مدارا — شاہانہ نواختن گدا را
تشریف شریف گھر پہ رکھیے — دل پر آنکھون پہ سر پہ رکھیے
تحفہ سودا غرض سمجھکر — بازار سے اُس کو لے گیا گھر
حاضر کیا عطر پان حقّہ — شیرینی گزک شراب میوہ
جلسہ ہوا بے تکلفانہ — پوچھا ہنسکر تلطفانہ
آفات کو سہکر اے دلاور — اس شہر مین آئے کسطرح پر
پھر اُس نے حسب نسب بتایا — گزرا جو کچھ تھا سب سنایا
پوچھا کہ عزیز جان برادر — گل کرد چگونہ با صنوبر
یہہ سُن کے ہوا اُسے جو سکتا — مُنہ رہ گیا ماہ رخ کا تکتا
شمشاد نے عرض کی کہ حضرت — مانع ہین مراسمِ محبت
ہوتا نہ اگر یہہ تلطف — کرتا ابھی قتل بے تکلف
کھنچتا ہے یہان بحکم سردار — ایسے خود سر کا سر سرِ دار
مختار ہو تم تو یا نہ مانو — پتھر کی لکیر اس کو جانو
سُلطان سے گزارشِ حال — پاؤ گے چلکر سزائے اعمال
جانباز تھا جان پر وہ کھیلا — شمشاد کے ساتھ مین اکیلا
آیا دربار مین خوشی سے — دھوئے ہوئے ہاتھ زندگی سے
آدابِ دعا بساط بوسی — جو رسمِ ادب تھی وہ ادا کی

پھر نذر دیا دُرِ دلاویز | خجلت سے کٹا ترنج پرویز
دیکھا سلطان نے سلیمان | غربت کے لباس مین پریشان
تقریر و وجاہت و قیافہ | ثابت کرتا تھا شاہزادہ
سلطان نے بلطف و مہربانی | کی دُرجِ دہان سے دُرفشانی
اپنی کہو پیشتر حقیقت | پھر گوہر بے بہا کی قیمت
ہے وصف مین کیا کلام اسکے | مُنھ مانگے ملینگے دام اسکے
مہرخ نے طلب کی جان بخشی | سلطان نے کہا امان بخشی
دربار مین یون ہوا وہ دُربار | بخت و دولت رہین مددگار
کیا عرض کرون حضور کیا ہون | اک خانہ بدوش بے نوا ہون
سیاحِ تہی غریب تاجر | مظلوم لُٹا ہوا مسافر
ہے قیمتِ دُر یہی مقرر | گُل کرد چگونہ با صنوبر
حاضر ہوا چھوڑ کر وطن کو | سر سے باندھے ہوئے کفن کو
زنہار نہ ہونگا دست بردار | پاداش مین گو کہ سر ہو بردار
سلطان نے کہا کہ خاک بنیاد | ہوتی یہی کر آبرو نہ برباد
افسوس زبان کا سہارا | دیکھ تجھے مین نے قول ہارا
اصبح کو شکلِ مہر خاور | تا قصۂ گل کہے صنوبر
دربار سے اُٹھ گیا جو خاقان | عقدِ پروین ہوا پریشان
شمشادِ سہی قد کے ہمراہ | آیا منزل پہ اپنی وہ ماہ
کچھ آپ ہی آپ دل تھا بیتاب | زایل ہوئی خواہشِ خور و خواب

لپٹا ہوا صحن مین مکان کے
تارے گنتا تھا آسمان کے

زورِ غمِ جان ناتوان پر
نامِ رشکِ پری زبان پر

تھی وردِ زبان دعاے وصلت
سوسن پہنچی اثر کی صورت

بیتاب پی شوق نے اُٹھایا
جذبِ دل نے گلے لگایا

پوچھا کہو خیریت پری کی
بولی نہین خبر خود سری کی

کچھ خیر ہے خیریت کہان کی
سر پاؤن کی ہی خبر نہ جان کی

نکلی جو براے قاصدی مین
شکلِ پیکِ نظر پھری مین

مہرخ کی تلاش مین ملاۓ
قلابے زمین و آسمان کے

در پیش سفر تھا لامکان کا
گم ہو کے پتا ملا نشان کا

کھولا بازو سے دفترِ غم
قاصد نے دیا بچشمِ پُر نم

منظورِ نظر کا نامہ پایا
کحل البصر آنکھ کا بنایا

کھولا وہ نوشتۂ محبت
نکلی نقطون سے بوے اُلفت

احوالِ دلِ شکستہ دلگیر
پایا بخطِ شکست تحریر

مضمونِ جراحتِ دلِ زار
لکھا ہوا تھا بخطِ گلزار

کیفیتِ کاکلِ پریشان
خطِ سنبل سے تھی نمایان

لکھی ہوسِ وصالِ دلبر
خطِ توام مین تھی مکرر

دل مین جو بھرا غبار کچھ تھا
تحریر خطِ غبار کچھ تھا

ہیجانِ تپِ غم و الم سے
لکھا تھا جلی خفی قلم سے

وہ نامہ تھا چشم کو بصارت
آسایشِ روح تن کو طاقت

آرامِ دماغ دل کو فرحت | زورِ بازو جگر کو قوت
تسکین تھا جانِ مضمحل کو | بیدل نے لکھا جواب دل کو
اے نیّرِ اعظمِ پرستان | مہرِ فلکِ وفا پرستان
اے نقش و نگارِ مسکنِ دل | اے رنگ و بہارِ گلشنِ دل
اے ناخنِ عقدہائے مشکل | اے شاہدِ رازِ خلوتِ دل
اے مژدۂ دلنواز جانہا | آسایشِ جانِ ناتوانہا
اے ماہِ شبِ درازِ مہجور | اے شمعِ شبِ فراقِ مہجور
اے مشتریٔ نیازِ عاشق | اے باعثِ فخر و نازِ عاشق
اے نازنین ماہروئے مہرخ | اے مہرِ خجستہ خوئے مہرخ
تو مہرِ نگار مین ہون شبنم | تو صبحِ وصال مین شبِ غم
مین ذرۂ ریگ تو ہے خورشید | مین تشنہ دہان تو جامِ امید
مین زخمِ جگر تو مرہمِ دل | تو دلبرِ شوخ مین غمِ دل
تو جانِ جہانِ خوبی | تو روح دُروان رُوانِ خوبی
مین نقشِ زمین تو عرش جاگیر | مین حرفِ غلط تو کلکِ تقدیر
تو مردمِ دیدہ کے لیے نور | کاشانۂ دل کی شمعِ کافور
اے رشکِ پری پری ہو گر تو | سایہ نہ دریغ مجھسے کر تو
مجنون کو یہہ روز پیش آیا | لیلیٰ شبِ ہجر نے بنایا
چہرے سے یہہ رنگ کھل گیا ہے | سودائے رخِ پری ہوا ہے
جو لالے ہے داغ ہے جگر مین | جو باغ ہے دشت ہے نظر مین

تو ہے گل تر بہار عالم — تو رونق لالہ زار عالم

جو گل ہے وہ خار ہے نظر مین — جو نخل ہے دار ہے نظر مین

گلزار نہ کس لیے ہو باغی — گلزار سے تجھسے لالہ داغی

جا آپ کے دل کو دل مین دیجیے — مہمانی دل جگر نے کی ہے

مہمان یہ عزیز دل ہے دلبر — صدقے دل و جان ہین ایسے دل پر

آنکھون کو برا دیہہ سمائی — ہے مد نظر نگاہ بانی

حاضر ہین جو ہین حواس میرے — دلجوئی کو دل کے پاس تیرے

جو ربط بڑھا ہے دل کو دل سے — پیدا ہے سرشت آب و گل سے

پہلو مین ہے دل پئے حفاظت — شیشے کی طرح ہر ایک ساعت

آرایش نامہ ہے جو تصویر — ہے زینت و زیب کلک تقدیر

دیکھے جو یہ نقش دلربائی — تصویر پرست ہو خدائی

رکھتی ہی نہین خدا کی پرسش — ایسی تصویر کی پرستش

یہ لکھ کے لکھا خدا ہے دانا — جنگل کاٹے ہین دشت چھانا

تدبیر نے ٹھوکرین کھلائین — تقدیر نے گردشین دکھائین

صید دام و رسن بنا مین — شکل سوسن ہرن بنا مین

آفات کا سامنا بلا کا — آفت کا سامنا بلا قضا کا

وہ اژدہے کی شرر فشانی — سیمرغ کی وہ نگاہ بانی

مجمل کچھ ذکر شیر و زنگی — کچھ بخت سیاہ کی دو رنگی

پھر دیے مین حروف کے دکھائی — خامے کی زبان سے سنائی

| | |
|---|---|
| خط قاصد خوش خبر کو سونپا | اللہ کو نامہ بر کو سونپا |

## تیرہوین داستان

### قصہ بیوفائی گل زباں صنوبر بادشاہ اور رخصت ہونا شاہزادہ ماہ رخ کا

| | |
|---|---|
| ہان اے مرے خامۂ سخن سنج | میزان گہر ذخیرۂ گنج |
| ہان اے قلم فسانہ پرداز | افسانہ رقم کن فسون ساز |
| شاخ گل گلشن نگارین | دیباچہ نویس حال پارین |
| مشہور سب اہل فن جہان کے | مشتاق ہین ختم داستان کے |
| احباب ہین بر سر تقاضا | ہان اے مری کلک صفحہ آرا |
| ہان خامۂ گلفشان و گلبار | بستان پرداز و گلستان ساز |
| پاکیزہ زبان سے بیان کر | گل کرد چگونہ با صنوبر |
| ہر پہلو سے ہر رقم سے تحریر | جو حرف کرون قلم سے تحریر |
| روشن مثل نجوم ہو جائے | مرزا کی جہان مین دھوم ہو جائے |
| نکتہ صنعت نہ کوئی چھوڑون | اس مثنوی پر قلم کو توڑون |
| دریائے سخنوری جو بہہ جائے | نکتہ سنجون مین بات رہ جائے |
| شور نمکین مرحبا ہو | سامع کی زبان پر مزا ہو |

ہیرے کی قلم قلم ہے میرا | یاقوت رقم قلم ہے میرا
آئین مشہورِ دہر شاعر | جھولی بھر بھر کے لین جوہر
خامہ سے وہ فیضیاب ہوجائین | ذرہ سے وہ آفتاب ہوجائین
ہان اے قلمِ نظام شاہی | زیبا ہے تجھے کلام شاہی
شاہانہ کلام کچھ رقم کر | اقلیمِ سخن ہو تا مسخر
ہان اے قلمِ شگوفہ پرواز | پھر سلسلۂ سخن ہو آغاز
وہ پردہ درِ حجابِ بلبل | وہ غنچہ کشائے قصۂ گل
وہ نورِ نگاہِ چشمِ غربت | جانِ سفر و دلِ سیاحت
سویا لیلائے شب کے بر مین | جاگا گہوارۂ سحر مین
پہنچا دربارِ شاہ مین ماہ | خورشید نمط سحر کے ہمراہ
سلطان نے اٹھا دیے سب اغیار | خلوت خانہ ہوا وہ دربار
بارہ زنگی کریہہ منظر | چہرے شبِ تار سے سیہ تر
گل پر کالی گھٹا سے چھائے | دربار مین دست بستہ لائے
گھیرے نہ تھے روسیاہ گل کو | بھنورے سے لپٹے ہوئے تھے گل کو
زنگی نہ تھے گردِ گلبدن کے | تھے مارِ سیاہ گردن کے
دیکھو نیرنگِ عشقِ بے پیر | گل کو پہنایا طوق و زنجیر
آہن کا نہ تھا وہ طوق کالا | اُس ماہ کا تھا سیاہ ہالا
کاکل جو رسا تھی تا بہ زنجیر | زنجیر تھی کاکلِ گرہ گیر
ہتکڑیان تھین پیش دست بستہ | بیڑی پس پا تھی پا شکستہ

زنجیر کیے تھی ہوش رفتہ — تھا طوقِ گلو گلو گرفتہ
زنجیر کے جھونک سے پھڑک کر — لہراتی کمر تھی ہر قدم پر
زنگی گلو بریدہ کا سر — رکھا اک طشتِ زرین لاکر
شکا ایسا سمجھ کے خُدّام — لے آئی سگِ گلی گلُ اندام
زربفت کی جھول طوقِ زرکار — پہنے ہوئے تھا سگِ وفادار
سونے کی بھنور کلی پڑی تھی — ڈوری موتی کی اک لڑی تھی
اک مسندِ زرنگار لاکر — کُتّے کو بٹھا دیا بچھا کر
کُتّا کہ سگِ عزیزِ جان تھا — تا زیست رہا رفیق شہ کا
تحفہ عمدہ نفیس خاصا — شاہی مطبخ سے ہر طرح کا
خوانوں میں چُنا ہوا منگایا — کُتّے کو تمیز سے کھلایا
اللہ ری یاوریِ قسمت — کُتّے کے لیے تھا خوانِ نعمت
کُتّے کو طعامِ ہفت رنگی — راتب سا کھلا چکے جو زنگی
پیشِ سلطان ادب سے آئے — زنگی کا سرِ بُریدہ لائے
مارا جو چھری کو پڑھ کر افسون — ٹپکے کچھ سر سے قطرۂ خون
دیکھو تو فلک کی فتنہ سازی — ایجادِ جفا ہوئی یہ تازی
پس خوردہ سگ کھلایا گل کو — زنگی کا لہو پلایا گلُ کو
رونے لگی پہلے وہ گلِ تر — آنکھوں سے گرے دُرِ منور
پھر ہنس پڑی گل جو کھل کھلا کے — منہ سے جھڑے پھول دلربا کے
آنکھوں سے گہر ہنسی سے پھول — رونے ہنسنے میں حسبِ معمول

گل نے دربار مین گرائے | تعدام ادب بجا کے لائے
سلطان نے گل و گہر دکھا کر | جوہر سے کہا کہ اے دلاور
میری گل بیوفا یہی ہے | معشوقۂ دلربا یہی ہے
زنگیِ سر و گلو بریدہ | میرا ہے رقیب تیغ دیدہ
مسند پہ ہے جو سگِ نمکخوار | میرا یہہ رفیق ہے وفادار
یہہ وقعت و احتشام و اکرام | کتے کی وفا کا ہے سب انعام
جو خواری و ذلت اِسنے پائی | گل کی ہے سزائے بیوفائی
ملتا ہے وہی جو کچھ لکھا ہے | تقدیر مین جو بھلا برا ہے
ہو جاتے ہین نیک نام بدنام | بدنام ہوئے ہین نیک انجام
قسمت سے نہین کسیکو چارہ | انسان و پری کا کیا اجارہ
حیرت مین یہان ہر اک ملک ہے | چکر مین پڑا ہوا فلک ہے
اک روز شکار کو گیا مین | برگشتہ نصیب کھو گیا مین
جنگل تھا نشانِ راہ بھولا | پھرتا رہا جس طرح بگولا
دو پہر مین خون کرکے پانی | صحرا کی تمام خاک چھانی
جنگل نہین کان تھا بلا کا | صحرا نہین دشتِ کربلا تھا
تپتی تھی زمین ہوا تھی وان گرم | جلتی ہوئی ریت آسمان گرم
ہر سمت وہان اگی ہوئی آگ | ہر سو تھی وہان لگی ہوئی آگ
پائے ہوئے التہاب آتش | تھے خاک و باد و آب آتش
جو نخل تھا نار کا شجر تھا | دوزخ کا نگر وہ دشت گھر تھا

زورِ حدت کمال مین تھا — خورشید وہان زوال مین تھا

ناگہ کیا تشنگی نے آگاہ — پیاسے کو ہوئی کنوین کی پھر چاہ

اک غار مین اک کنوان تھا پنہان — یوسف کو ملا وہ چاہِ کنعان

تھا خشک کیسے فراقِ محبوب — بے آب تھا شکلِ چشمِ یعقوب

عجلت مین نہ صاف و پاک دیکھا — اندھا تھا کنوان نہ خاک دیکھا

جلدی سے کمر کسی ہوئی کھول — پٹکے کی رسن کلاہ کا ڈول

مجبورانہ غرض بنایا — اندھون کی طرح کنوین مین ڈالا

کیا چاہ مین سحر کا تھا لٹکا — دل کے مانند ڈول اٹکا

تھا چاہ کی شکل سے نمایان — یوسف کو کیا تھا اُس نے پنہان

اُلفت تھی خمیرہ آب و گل مین — یوسف کی تھی چاہ اُس کے دل مین

چاہت کا کنوان تھا عشق کا چاہ — نہرِ کوثر کو اُس کی تھی چاہ

چاہِ ذقنِ پری وشان تھا — چاہِ بابل مگر کنوان تھا

تنگی مین کنوان تھا دیدۂ مور — کنجوس کا دل کہ گبر کی گور

افلاس کا دستِ تنگ تھا وہ — گویا دہنِ خدنگ تھا وہ

دو پریون کا وہ کنوان تھا مسکن — دو جادوگرون کا مدفن

زر دشت لبِ زنانِ فرتوت — روحِ ہاروت و جانِ ماروت

پریان نہین چاہ مین نہان تھین — آنکھون مین کنوین کی پتلیان تھین

یون چاہ مین وہ تھین ناھویدا — جیسے دل مین رہے سویدا

یا جیسے تفنگ کے زخم مین چور — یا جیسے لحد مین زندہ در گور

ناگاہ کنوئین سے آئی آواز | دانا ہے خدائے واقفِ راز

بیجرم ہین موردِ جفا ہین | مظلوم ہین زیست سے خفا ہین

بندی ہین اسیر ہین الم مین | قیدی ہین پڑے ہین چاہِ غم مین

اس چاہ سے جو ہمین نکالے | خالق اُسے چاہ مین نہ ڈالے

کچھ ڈر لگا کچھ ترس سا آیا | کچھ خوفِ خدا سے خوف کھایا

رسّی سے نکالا پیرزن کو | اوگلا کالے نے اپنے من کو

کھینچا دم کی مثال اوپر | حسرت کی طرح نکالا باہر

تھین چاہ مین صورتِ زلیخا | شکلِ یوسف اُنہین نکالا

نکلین مانندِ ماہِ نخشب | نکلین لفظون سے جیسے مطلب

نکلین جیسے کہ دل سے ارمان | نکلین قالب سے جس طرح جان

نکلین دو زنانِ نیم مردہ | کُہنہ سِن اور سالخوردہ

ضعفِ پیری سے تن بدن سُن | کوزہ پشت و دور از ناخن

موئے سر روئی کے تھے گالے | لکڑی سے لگا دیے تھے جالے

دتیا لو سی بہت پڑائی | رکھتی نہ تھین ساحری مین ثانی

قد خم ہو کر ہوا کمانچا | تن سوکھ کے رہگیا تھا ڈھانچا

رگ رگ ہوئی سوکھ سوکھ کر تانت | منہ مین دانت اک نہ پیٹ مین آنت

سینے مین بھرا ہوا تھا کینہ | جیسے کہ دفینہ مین خزینہ

کہنے لگین اے عزیز دلخواہ | اس تاق مین ایک ہے شہنشاہ

دل مین نہین جسکے مہربانی | ہے قہرِ خدا کی حکمرانی

رسوا کیا شہر سے نکالا
اندھا کیا اس کنوین مین ڈالا

ہوتے نہ اگر نصیب سوتے
کیون چاہ مین آبرو ڈبوتے

اس دشت کے پار ایک دریا
اک چشمہ سے اشک سا ہی نکلا

ریت اُس کی بُرادۂ طلا ہے
پانی چاندی کا بہہ رہا ہے

کنکر ہین فقط جواہرین ہین
کہتے یہی جملہ ماہرین ہین

دریا مین ہے ایک گائے بحری
ہے رنگ کھلا ہوا سنہری

قوت مین ہے فیل کے برابر
قامت مین نہال سے تناور

سیمین اندام و سیم تن ہے
تن نقش و نگار سے چمن ہے

آنکھین سونے کی عنبرین بال
شاخِ مرجان کے سینگ کڈال

منھ لعل کا دانت ہین گہر کے
گردن ہے یشب کی کان زر کے

ہیرے کی جڑاؤ یک قلم ران
ناک آبِ طلا کی سربسر کان

یاقوت زبان زمردین دُم
توصیف مین اُس کی عقل ہے گم

گوسالۂ سامری ہے وہ گائے
جس سے ثورِ فلک بھی شرمائے

چلتی پھرتی ہے خشک و تر مین
کھاتی پیتی ہے بحر و بر مین

بن مین صحرا کے دوب چرتی
گوبر ہے کنار بحر کرتی

رشکِ گاوِ زمین ہے وہ گائے
گوبر اگر اُس کا جا کے تو لائے

سرمہ سا ہم آنکھ مین لگائین
وو اندھی ہین چار آنکھین پائین

گوبر نہین جان سرمہ کی ہے
صد رشکِ گلِ بکاولی ہے

انجن سا جو آنکھ مین لگائے
پُھلّی جالے کا دھُند جائے

آنکھون کے پٹ بین کھنچی لائے
اندھے ہوجاوین آنکھ والے

تاراسی کھلین یہہ بند آنکھین
[illegible]

اندھے ہوکر جو پائین آنکھین
شاہنشہ کو دکھائین آنکھین

لانا نہ خطر مین تو مصائب
حاضر رہنا نظر سے غائب

القصہ اُٹھا گیا اور آیا
گوہر آنکھون مین لا لگایا

ظلمت مین نزولِ نور پایا
اندھون نے چراغ طور پایا

روشن ہوئین شکل دستِ بیضا
جن آنکھون کا نور جل گیا تھا

بڑھیون نے کہا کہ ای جوانمرد
اندوہ مین تو ہوا ہے ہمدرد

تکلیف سہی ہماری خاطر
خدمت مین یہہ لونڈیان ہین حاضر

حسن خدمت کا کچھ صلا دین
نعم البدل آنکھ سے دکھا دین

بند آنکھ تھی جب کرم کو دیکھا
آنکھین جو کھلین قدم کو دیکھا

ہے باغِ شہنشہی مین اک گل
رخ گل قد سرو زلف سنبل

عکسِ رخِ گل وہ پُرضیا ہے
منہ شرم سے مہر کا پھرا ہے

شہرت کا یہہ شور چارسو ہے
اُس گل کا نہ گل مین رنگ بو ہے

رخسار وہ صاف و پُرضیا ہے
منہ آئینہ اپنا دیکھتا ہے

چل گلشنِ حسن کو دکھائین
بلبل تجھے گل کا ہم بنائین

مشتاق تھا لے اُڑین وہ پریان
لائین محلِ شہی مین پنہان

سمجھا کر امورِ نیک بد سے
رخصت کیا ابھی پھر مدد سے

بولین کہ یہہ رازِ فاش گر ہو
شاہنشہ کو اگر خبر ہو

تیرا پانی کا آگ سے لگاؤ | اس سوختہ جان کو جلاؤ
اُس وقت یہ شمع نے عرض کرنا | جل جل کے لکھا تھا میرا مرنا
اس سوختنی کی ہے تمنا | تا سہل ہو استخوان کا جلنا
روغن مرے جسم پر ملا جائے | شعلہ مجھے نفت سا جلا جائے
مل دو تو لگے وہ روغنِ طلسمات | پہنچے نہ ذرا گزند و آفات
یہ سن کے ہوئیں روانہ پریاں | آفت ہوئی چشمِ فتنہ گریاں
اک شوخ کو زیبِ تخت پایا | سوتا ہوا اپنا بخت پایا
راحت میں تھی چشمِ نرگسی بند | آرام میں تھی وہ ماہ خورسند
رُخ سایۂ زلفِ ناز میں تھے | دو شمس شبِ دراز میں تھے
چہرہ فردوس کا تھا ہمدوش | جنت کا کنار اُس کا آغوش
گل رو تھی وہ گلبدن گل اندام | گلرخ گلبرگ تن تھی گلفام
گل پیرہنی تھی اُس پہ ٹھہرا | اُس سروِ سہی کا نام گل تھا
تھی خواب کی بسکہ بے حجابی | حاصل تھی نظر کو کامیابی
آنکھوں نے بہارِ حسن لوٹی | قسمت رہی دست و لب کی پھوٹی
آنکھیں رہیں محوِ رخ پرستی | خواہش کی ہوئی درازدستی
کچھ پاس رہا نہ پھر ادب کا | بوسہ لینے کو لعلِ لب کا
کس شوق میں نے سر جھکایا | منہ کو میں قریب منہ کے لایا
گستاریِ نفس کی آو اثر | بیدار ہوئی وہ مایۂ ناز
دونوں کی ہوئیں دوچار آنکھیں | دلدادہ جگر فگار آنکھیں

پریون نے بخوشی بتعجیل — کی حکم شہنشہی کی تعمیل

تھا مد نظر جو حفظ جسمی — کی مالش روغن طلسمی

مالش سے ہوا بدن جو کالا — آتش مین مجھے اٹھا کے ڈالا

تھی آتش طور عشقبازی — شعلہ نے نہ کی زبان درازی

کرتی نہ تھی جسم پر اثر آگ — گلزار خلیل تھی مگر آگ

لالے کا کھلا ہوا تھا گلشن — محفوظ رہا یہہ پھول سا تن

بھڑکا کے مثال آتش گل — پہنچا نہ مجھے گزند بالکل

تھی مہر رخون کی تابش رخ — شعلہ رویون کی آتش رخ

مجکو جو نہ کچھ جلا سکی آگ — کیا کیا مرے ہاتھ سے جلی آگ

دل آتش عشق سے بھرا تھا — دو دوزخون مین مقابلا تھا

نار دل کی شرر فشانی — اس آگ کو کر رہی تھی پانی

جل بجھ کے ہوئی جو آگ خاموش — زندہ مجھے پا کر اڑ گئے ہوش

بھاگے اڑتے ہوئے شرروار — ناری جو تھے محافظ نار

سلطان سے کہا کہ جہان پناہا — دارا دربان جہان پناہا

مجرم ہے عجب خدا رسیدہ — کامل درویش حق گزیدہ

بنتا ہے وہ صورت سمندر — خالص نکلا ہے صورت زر

سلطان سے وزیر نے یہہ کی عرض — اس بندے کی بندگی ہوئی فرض

شاہنشہ نے کہا کہ بہتر — نذر بلبل ہو یہہ گل تر

وہ روز تھا عید سا مبارک — بلوا کے مجھے کہا مبارک

موقوف ہے اس پہ گُل کی شادی ہو آپ کے ساتھ گل کی شادی

بیٹے بھی کیا خوشی سے منظور شادی وہ ہوئی کہ چشم بد دور

گھوما کرے صبح و شام گردون دیکھے نہ یہ احتشامِ گردون

اسباب کثیر نقد زیور رخصت کیا گُل جہیز دیکر

گُل کھائے ہوئے تھا عشق کا ہین گُل لیکے غرض ہوا ہوا ہین

گُل کو لیے باغ باغ آیا ظلمت کدہ کا چراغ لایا

تقدیر سے یہہ نہ آگہی تھی گُل ہی افسوس داغ دے گی

پا کر مجھے نیم شب مین غافل جاتی تھی کہین وہ ماہ کامل

پھر نورِ سحر سے واپس آتی قسمت سا مجھے وہ سوتا پاتی

گذرا اسی شکل اک زمانا معمول رہا وہ آنا جانا

خوشبوئے وفا نہ گُل مین پائی کھلنے لگا رنگِ آشنائی

دیکھو تو زمانہ کی دورنگی گُل کو کیا عندلیبِ زنگی

گُل اُس پہ ہزار دل سے مفتون گوری لیلا سیاہ مجنون

تھی فکر جو پیش آنیوالی الجھن مین تھی جان میری ڈالی

تشویش نے خواب کو بھگایا نقشِ تقدیر نے جگایا

بند آنکھ مگر تھا دل خبردار سوتا مجھے جانکر وہ بیدار

اُٹھی پہلو سے درد کی شکل پیچھے ہوا مین بھی گرد کی شکل

قبضہ مین تھی اک برہنہ تلوار ساتھی تھا یہی سگِ وفادار

پہنچی ایوانِ زنگ مین گُل آئی قید فرنگ مین گُل

ظلمت کدہ مین ہوئی وہ داخل    جیسے کہ گہن مین ماہِ کامل
پوچھا حبشی نے باعثِ دیر    گل نے کہا سب ہوا تھا جو پھیر
مانا نہ وہ حیلۂ ورنگی    لایا اک تازیانہ زنگی
جس گل پہ نہ پھول کی چھڑی تھی    بھولے بھٹکے کبھی پڑی تھی
افسوس کہ اُس کو تازیانے    مارے زنگیِ بےحیا نے
دونون شیر و شکر ہوے پھر    یکجا شام و سحر ہوئے پھر
آنکھون مین سمایا جیسے کاجل    چھایا سر پر سیاہ بادل
کیا حضرتِ عشق کے ہین نیرنگ    دوڑا کافور پر سیہ زنگ
ظلمات سے نکلا آبِ حیوان    گل کے قالب مین پڑ گئی جان
دیکھا گل کا جو یہہ وتیرہ    آنکھون مین ہوا زمانہ تیرہ
حملہ آور ہوا کمین سے    دشمن سا ملا عدوِ دین سے
زنگی کی ہوئی یہہ گل مددگار    تازیِ رفیق تھا مرا یار
زنگی پہ چلا سگِ یگانہ    اُس کلب نے مارا تازیانہ
تازی نے جو تازیانہ کھایا    زنگی کو شکار سا دبایا
اقبال نے کی جو سرپرستی    حاصل ہوئی مجکو چیرہ دستی
سرِ زنگیِ خیرہ سر کا کاٹا    کشتون سے تمام دشت پاٹا
دو اک جو بچے ہوئے وہ مغرور    ہین دارِ شہی مین آیا منصور
سمجھا ہے اُن سے ایک بیدین    مخفی تہِ تخت شاہ ماچین
دلچسپ سُنی جو یہہ کہانی    شاہِ واتاف کی زبانی

مہرخ نے کہا کہ حضرتِ من  مشہور ہے بیوفائی زن
جو دیجے اسے سزا سزا ہے  اس بوالہوسی کا یہہ مزا ہے
سلطان نے کہا سن اے مسافر  درکار ہو گر زر و جواہر
پُر زر موجود ہے خزینہ  زر کرتے نہین سخی دفینہ
مہرخ نے کہا شہ خرد ور  محتاج نہین غریب پرور
مفلس ہون نہ مالدار ہون مین  تاجر ہون نہ شہریار ہون مین
مین بندۂ زر و زر انہین ہون  درویش ہون پر گدا نہین ہون
افلاس مین تن ہے دل نہین ہے  لالچ مری آب و گل نہین ہے
پائے ہمت بڑھا کر اے شاہ  یان دستِ طلب کیا ہے کوتاہ
کرنا مہمان کو رضا مند  خاوندی ہے آپ کی خداوند
یہہ کہہ کے وہ رہ نوردِ غربت  شہ سے ہوا شکلِ ہوش رخصت
خوش آیا فرودگاہ پر وہ  درویش سا خانقاہ پر وہ

## چودھوین داستان

واپسی شاہزادۂ ماہ رخ کی طرف وطن کے اور اثنائے راہ مین ہمراہ لینا ملکۂ جمیلہ بانو اور دختِ سالار اور ملکۂ مہرانگیز اور رشک پری کو اور پہنچنا وطن مین اور ملنا ماں باپ سے

اے رنگ دہِ ریاضِ عالم
بسم اللہِ بیاضِ عالم

موزون کنِ قامتِ صنوبر
رنگین سازِ رُخِ گلِ تر

صیقل گرِ گردۂ مہ و مہر
صورت گرِ چہرۂ پری چہر

روشنگرِ چشمِ انجم و اختر
شیرازہ بندِ ہفت کشور

سرمہ کشِ دیدہائے بینش
گلدستہ بندِ آفرینش

قیمت افزائے پارۂ سنگ
جوہر دہِ سنگِ لعلِ خوشرنگ

خلاقِ زمین و آسمانہا
جان ورِ روح و تن ورِ انہا

شاہنشہ بے نگین و بے تخت
قسمت بخشِ نصیبہ و بخت

عالم کو ہے تجھ سے فیضیابی
ذرّہ ذرّہ سے ہے آفتابی

دی فہم کو تو نے رہنمائی
بخشی سایہ کو ہے ہمائی

دی عقل و خرد کو موشگافی
دی فکر و خیال کو گزافی

بخشی ہے زبان کو خوش بیانی
خامہ کو ہزار داستانی

اے منشیِ ہر چہار دفتر
منظوم نمائے نظمِ اختر

بے نطق زبان جو حرف زن ہو
اعجاز نما مرا سخن ہو

خامہ تحریر مین جو خم ہو
ہر دایرہ شکلِ جامِ جم ہو

سیدھا جو ہو صورتِ صنوبر
طوبیٰ سے ہو قد کشی مین ہمسر

تحریر جو حرف ہون نگین ہون
ہر خاتمِ دل پہ زہ نشین ہون

ہو جائے صریرِ خامہ سے چنگ
ہر نغمہ بلبلِ خوش آہنگ

موجون کی طرح سے روانی
دریا دریا ہو تر زبانی

ہر لفظ ہو دُرّۂ دُرجِ تقریر
ہر نقطہ ہو نجمِ برجِ تحریر

خامہ جو رواں دمِ رقم ہو
خط مین خطِ عارضِ صنم ہو

دندانِ سمنبران ہو تشدید
جزم روشن ہو نجمِ ناہید

ہون زیر و زبر بتون کی مژگان
نقطے خالِ رخِ حسینان

ہر پیش خمیدہ نوکِ گیسو
سطرون کی صفین صفانِ ابرو

حرفون کی کشش قدِ کشیدہ
لفظون کی روش گل رسیدہ

ہان فکرِ ہما کمند مرزا
طبعِ جدت پسند مرزا

تاریکیِ شب ہوئی جو راہی
پھوٹی رخِ صبح سے سیاہی

بدلا شبِ ہجر کو سحر نے
پھرا دیا شمس کو قمر نے

واللیل کو ختم کر کے خورشید
والفجر کا کھولنے لگا بھید

پھیکی سی ہوئی سیاہیِ شب
روشن ہوا والضحیٰ کا مطلب

گھٹنے لگا رنگِ لیلیِ لیل
جیسے رخِ ماہ پارہ سے میل

چھٹنے لگی زلف کی درازی
بھولی سب اپنی ترکتازی

گھٹنے لگے عمرِ شام کے دن
پہنچا شب کا تمام کو سن

بڑھتا ہوا آیا ترکِ نوروز
روزِ فرخ سعید و فیروز

غائب ہوا لشکرِ صف آرا
پوشیدہ ہوا نظر سے تارا

مستور نجوم سے تھے تبھی
آیا کوئی نہ پھر نظر بھی

آئی جو بہارِ صبحِ عشرت
رخصت ہوئی شبِ خزان کی صورت

جانِ رفتہ جہان مین آئی
اٹھی پئے بندگی خدائی

بیٹھے بہرِ وضو نمازی | استادہ پئے جہاد غازی

آویزۂ گوش اذان کی آواز | مرغانِ سحر ترانہ پرداز

تسبیح بدستِ حق گزیدہ | اوراد بلب خدا رسیدہ

عابد محوِ عبادتِ حق | زاہد غرقِ ریاضتِ حق

حافظ محظوظِ دورِ قرآن | قاری قرأت سے ناظرہ خوان

صوفی مصروفِ پاسِ انفاس | واعظ مشغول ایّہا الناس

عاشق محوِ نظارۂ یار | روئے معشوق وقفِ دیدار

مستانِ صبوح کش مے آشام | راہی سوئے میکدہ بکف جام

رندِ آزاد عاشقانہ | عازم طرفِ قمار خانہ

فاسق فسق و فجور مین گرم | آرایشِ طاق شیشۂ شرم

ترسا بچگانِ سامری فن | ایمان کے عدو خرد کے دشمن

بدمستِ خمارِ بادہ نوشی | استادہ برائے مے فروشی

اطرافِ دکانِ مے فروشان | ہنگامہ و شورِ بادہ نوشان

سو سو کر اُٹھے بتانِ پرفن | راہی سوئے بتکدہ برہمن

گبر و ترسا سوئے کلیسا | گرجا کو چلے پیروانِ عیسا

زنگولہ جرس ستا ناقوس | قرنا شہنائی نوبت و کوس

خوش خوش ہر سو لگے بجانے | صبحِ عشرت کے شادیانے

گلزار مین دی خبر صبا نے | گائے بلبل نے شادیانے

گل فرطِ طرب سے کھلکھلائی | پھولے نہین جامہ مین سمائے

گلزار کی جان سروِ ناشاد — قمری نے کیا خوشی سے آزاد

شمشاد خوشی سے یہ ہوا شاد — پایا دنیا مین نام شمشاد

تھا دورِ مئے طرب چمن مین — ساری تھا سرورِ انجمن مین

ہر ساغر و جام خندہ زن تھا — رشکِ فردوس ہر چمن تھا

مینا کے لبون پہ قہقہے تھے — مرغانِ چمن کے چہچہے تھے

آمد ہے بہار کی چمن مین — آمد پھر جان کی ہے تن مین

پژمردہ سمن برانِ بُستان — تر و سے ہوئے شگفتہ خندان

ہان خانۂ نازنینِ مرزا — معشوقۂ دلنشینِ مرزا

مجھکو تری شوخیون پہ ہے ناز — عالم کو دکھانیا کچھ انداز

ہوتی ہے تمام شامِ غربت — آتی ہے چلی صباحِ وصلت

شہزادۂ کامگار و فرخ — رشکِ مہ و مہ جبین و مہرخ

پھرتا ہے زمانہ سا وطن کو — جاتا ہے بہار سا چمن کو

پھرنا یہ نصیب کا ہے پھرنا — عاشق کو حبیب کا ہے پھرنا

پھر تو بھی سرورق روان ہو — پھر نظم جدید داستان ہو

پھر جاہ و جلال کا وہ دلبند — اقبال کا ارجمند فرزند

سیاح سیاحت و سفر کا — تھا شام سے منتظر سحر کا

گزری جو دل و جگر پہ گزری — شب منتظر سحر پہ گزری

نکلا وہ دمِ سحر گہی مین — نکلا خورشید ہمرہی مین

تنہا نہ تھا وہ بلند پایہ — ہمراہ تھا ہمرہی کو سایہ

طے کر کے وہ ماہ منزلین چند ہو کر رہِ واپسی کا پابند
صد شکر سلامتی سے بارے جا پہنچا محیط کے کنارے
سیمرغ کا پر تھا بالِ عنقا اقبال کا بال پر ہما کا
سیمرغ کی لو مین پر جلایا لپکا ہوا شعلہ سا وہ آیا
حاضر ہوا حاضرات کی شکل کی عرض کہ اے نجات کی شکل
کیون یاد کیا ہے کام کیا ہے کیا فکر ہے اہتمام کیا ہے
بہرخ نے کہا کہ اے مددگار امداد ہے واپسی پہ درکار
سیمرغ نے عرض کی بہت خوب توشہ کا بھی ہو قدیم اسلوب
القصہ تمام کر کے سامان بیٹھا سیمرغ پر سلیمان
راہی ہوا مرکبِ ہوادار اُترا اِس پار سے وہ اُس پار
پھر دشت تھا اور دشت گردی یا مروی کے ساتھ رہ نوردی
منزل کو دو منزلہ بنا کر اور قلعۂ زنگیان مین آ کر
دختِ سالار کو لیا ساتھ راہی ہوا ایک کے ہاتھ مین ہاتھ
گردش مین تھے شکلِ جام دونون ملکر چلے صبح و شام دونون
رستے سے ہوئی جمیلہ ہمراہ طے منزلین کر کے جملہ وہ ماہ
پہنچا بسوادِ مہر انگیز بھیجا یہ پیامِ لطف آمیز
دیوانہ ہوا تھا جو کہ غائب آزار اُٹھا کر اور مصائب
حاضر ہے ہوا بقدرتِ رب دینے کو سوال کا جواب اب
القصہ نئے سرے سے دربار آراستہ ہو گیا پھر اکبار

پوچھا گیا پھر وہی مکرر — گل کرد چگونہ با صنوبر
مہرخ نے کہا یہہ مسکرا کر — حاضر کرو اُس کو جلد لاکر
زنگی جو ہے بیحیا و بیدین — مخفی تہِ تخت شاہِ ماچین
حیران ہوئی سپتے کی سُنکر — بولی وہ نگارِ نازپرور
کہا بس اسیقدر ہے کافی — پایا مین نے جوابِ شافی
دوروز مین انتظام ہوکر — شاہانہ سب اہتمام ہوکر
اُس مہر کا ماہ سے کیا عقد — اجناس و ظروف و زیور و نقد
نقرہ و طلا زر و جواہر — بیرونِ شمار سب بظاہر
سامان اسباب اور اثاثہ — اور اشتر و اسپ و فیلِ خاصہ
کثرت سے غلام اور کنیزین — رخصت کیا دیکے جملہ چیزین
شاہانہ طریقہ سے روانہ — لیکر ہوا جملہ کارخانہ
ہمراہ ہوئی خواصِ خودکام — شیدا اُسے ماہ رخ دلآرام
منزل آگے جو پیش پا ہے — آنکھون سے اگر کٹے بجا ہے
منزل وہ نیاز و نازکی ہے — معشوقۂ دلنوازکی ہے
رشکِ پری و بشر کی منزل — سر آنکھون سے اُسنے سرکی منزل
عازم وہ ہوا اُدھر سفر کا — اب حال سنو ذرا اِدھر کا
تھی رشکِ پری کو بیقراری — حالت تھی عجیب اُس پہ طاری
بیچین تھی مضطرب تھی بیتاب — مفقود تھی خواہشِ خور و خواب
چھائی ہوئی دل پہ اک رکاوٹ — ساری رگ و پے مین سنسناہٹ

لب خشک تھی نم تھی چشم رخ زرد — ساری سارے بدن میں تھا درد
دل ہاتھوں سے کوئی مل رہا تھا — سب جسم کا دم نکل رہا تھا
ناوک تھا مفارقت کا دلدوز — گریاں تھی وہ شمعِ محفل افروز
آنکھوں میں سرشک لب پہ تھی آہ — داخل ہوا شاہزادہ ناگاہ
بیتابیِ شوق میں لپٹ کر — باہم وہ ملے چمٹ چمٹ کر
اُتریں جو سواریاں زنانی — ظاہر کی پری نے سرگرانی
آنکھوں سے لہو نے کی تراوش — نیشِ غم نے جگر میں کاوش
دیکھے جو یہہ ماہ رخ نے تیور — کی رشکِ پری سے عرض ڈر کر
سب نے کیا کار ہے نمایاں — ہر اک کا ہے ایک مجھ پہ احسان
پھر رشکِ پری کے پاس لاکر — بولا وہ جمیلہ کو دکھا کر
جامہ تھا ہرن کا جینے پایا — اِس نے مجھے آدمی بنایا
ماچین کی ہے جو شاہزادی — اصلِ مقصد کی رہنما تھی
اور یہہ جو خواص ہے دلارام — آئی شکل میں تھی مرے کام
چوتھی کہے یہہ چہرے سے عیاں ہے — بنتِ سالارِ زنگیاں ہے
لائی نہ فراق کی جو طاقت — منظور خوشی سے کی رفاقت
بولی وہ پری بہ کج ادائی — بنتی نہیں بات گو بنائی
دو ایک کہوں اگر میں چڑھکر — رہ جاؤ گے چپ پتے کی سُنکر
سچ ہے مرے ہجر میں بنی تھی — جینا نہ تھا بلکہ جان کنی تھی
ابرو کی گرہ پڑی تھی دل میں — ہر نوکِ مژہ گڑی تھی دل میں

تم سمجھے نہ کہ مین ملول و ناکام ۔ مین بھی نہ کہ تم بعیش و آرام

مین ہی تھی بہارِ بزمِ عشرت ۔ مین ہی تھی کسی کے دل کی راحت

مین ہی کفِ غیر سے تھی میخوار ۔ مین ہی مئے وصل سے تھی سرشار

میری ہی تو چشم سے سراپا ۔ آثار خمار ہین ہویدا

خمیازے مین ہی تو کھینچتی ہون ۔ مین ہی تو جمائی لے رہی ہون

میرے ہی تو ہین یہہ دو لبِ تر ۔ رنگِ مئے شنگرفی سے احمر

یہہ ہاتھ جو لال ہین مرے ہین ۔ گل سے یہہ جو گال ہین مرے ہین

میرے ہی تو سرخ ہین کفِ پا ۔ سینے ہی کیا ہے خونِ وفا کا

میرے ہی بسے ہوئے ہین گیسو ۔ میرے ہی تو ہین یہہ عنبرین مو

کیا مجھپہ بنی کسے بتاؤن ۔ اپنی بیتی کسے سناؤن

پتھر کا دل و جگر تھا میرا ۔ سودا تھا ہزار سر تھا میرا

خاطر مین مصیبتین نہ لائی ۔ ہنس ہنس کر جب کڑی اٹھائی

جیتی تھی بہم لبون کو سیکر ۔ دیکھے کوئی اس طرح سے جیکر

کاہیدہ بکمال ہو گئی تھی ۔ ابرو کی مثال ہو گئی تھی

فاقہ پہ کیا جو مینے فاقہ ۔ غش سے نہ ہوا کبھی افاقہ

دمساز نہ تھا بجز دمِ سرد ۔ غمخوار نہ تھا بجز غم و درد

دلسوز بنی تھی آہِ سوزان ۔ دل صورتِ شمع تھا فروزان

پتھر تھا اگر رفیق سر تھا ۔ زندان تھا اگر تو میرا گھر تھا

تھا نالہ مرا مرا ہوا خواہ ۔ مرنے پہ مین مر رہی تھی جانکاہ

تمنے نہین گریہ نے دیا ساتھ
تھا آہ و فغان کا ہاتھ مین ہاتھ

تمنے نہین غم سے منھ چھپایا
تمنے نہین درد سے نبھایا

کی تمنے کہ رنج سے رفاقت
کی تمنے کہ نالہ سے محبت

دلسوز تھے آپ یا الم تھا
غمخوار تھے آپ یا کہ غم تھا

جانسوز تھے آپ یا کہ وحشت
ہمدرد تھے آپ یا کہ حسرت

تھے آپ رفیق یا بکا تھی
جو آہ تھی تا فلک رسا تھی

ہے ہے شب ہجر کی درازی
اور درد و الم کی جان گدازی

وہ روز فراق کی مصیبت
پاس ناموس کی اذیت

وہ جوش جنون کا ضبط کرنا
وہ کنج الم سے ربط کرنا

وہ داغ مہاجرت کی سوزش
وہ تیغ مفارقت کی برش

وہ طعنۂ اقربا و اغیار
جو تیر سے دل کے ہوتے تھے پار

تمنے سہے صبر سے کہ ہمنے
صدمے یہہ اٹھائے کسکے ہمنے

پہلو مین نہ آپ تھے نہ دل تھا
اک درد فراق جانگسل تھا

گو چاہا نکلتا میرے دم سے
رستا نہ دیار عدم سے

صد شکر کہ اب بھی آپ آئے
کھوئے ہوئے مدتون کے پائے

آئی نہ مری سمجھ مین یہہ بات
ہدیہ ہے نہ ارمغان نہ سوغات

ہات ہان غلطی پر آپ مین ہون
طعنے ناحق کسی کو کیون دون

کیون کر کہون خالی ہاتھ آئے
سوتین مرے واسطے ہین لائے

اللہ رے آپ کی سخاوت
احسان کرم عطا عنایت

ہیں رہ گئی شکل خار ہو کر — تم ایک سے آئے چار ہو کر
گھڑیاں کاٹی تھیں میں نے گن گن — رو رو کے کٹے پہاڑ سے دن
کیا کیا نہ ترے بغیر گزری — گزری جو کچھ کہ خیر گزری
بیکار اب اُس کا ہے اعادہ — پایا جو تھا پیشِ پا فتادہ
کب شکر نصیب کا ادا ہو — ہوتا ہے وہی جو کچھ بدا ہو
اس شکل پہ دل ہر ایک دیگا — سمجھا نہ مگر تمھیں ملے گا
شہزادہ نے دم بخود سنا یہ — پھر جوڑ کے ہاتھوں کو کہا یہ
پیاری ہے غلط خیال تیرا — ہے اسکا خدا گواہ میرا
مجبور تھی کر رہی ضرورت — نکلی نہ مفر کی کوئی صورت
چاہا ہر چند گو بچانا — کرتا تھا مخالفت زمانا
جاتی ہو خطا معاف میری — تو بیوی یہہ لونڈیاں ہیں تیری
اور میں بھی غلام ہوں تمھارا — سن جاؤ کہیں بس اب خدارا
یہہ کہہ کے گرا قدم پہ اُس کے — چھوڑا سب کچھ کرم پہ اُس کے
جھک کر تھا ہوں سے سر اُٹھایا — دلدار تھا سینہ سے لگایا
زائد ہوا عیش غم ہوا کم — رہنے لگے سب خوشی سے باہم
ہاں خامۂ گلفشان و گلباز — جانا نہ روش رہِ سبکتاز
آرایشِ دستِ نکتہ پرور — آرامِ انامل سخنور
باقی ہے شبِ فراق پایان — وہ صبح وصال ہے نمایان
چل تو بھی زمانہ کو دکھادے — جادو رقمی کے پاک جادے

تاریکی شب ہے گر سیاہی | صبح روشن ہے روشنائی
معجز رقمی سے ہین فراہم | اک بیت مین صبح و شام باہم
کرتی ہے زمانہ کی دورنگی | ہم قافیہ زنگی و فرنگی
القصہ وہ جملہ رشک پروین | تھے عیش اندوز بزم رنگین
سب گل کی مثال تھے چمن مین | انجم کی طرح سے انجمن مین
خوش خرم و منبسط تھے شادان | تھے غافل انقلاب نادان
دن عید کا دن تھا شب قدر | غافل کہ فلک تھا درپے غدر
اُس غنچہ پہ تھا حسد کا دیدہ | دو پھول ہوئے خزان رسیدہ
جاتے ہین زبسکہ تھی عجیلہ | راہی ہوئی پیشتر جمیلہ
سوئی بعد اُس کے پھر بآرام | گہوارۂ قبر مین دلارام
پھر شمع حیات غیرت حور | گلگیر قضا نے کی جو بے نور
پژمردگی اُس چمن مین چھائی | افسردگی انجمن پہ چھائی
دل تھا جو اُچاٹ ماہرخ کا | عازم ہوا وہ وطن کی رخ کا
حب الوطنی نے دل دکھایا | ماں باپ کی یاد نے ستایا
پھر رشک پری سے کرکے شورا | سامان سفر کا کرکے پورا
چلنے کا سب انتظام کرکے | رہرو وہ مقیم تھے سفر کے
ہمراہ لیے بہیر و بنگاہ | تھی رشک پری بھی اُنکے ہمراہ
چندے رہے رہروی کے پابند | طے کرکے غرض منازل چند
پہنچے وہ نواحی عجم مین | دم آیا مسافرون کے دم مین

از راہِ شرف بغیر سعادت　　بھیجا یہہ عریضہ ارادت
اے قبلہ و کعبہ معظم　　اسے واجب الاحترام و اکرم
رخصت جو ہوئے شکار پیکر　　رخصت ہوا داغِ ہجر دیکر
در پیش جو کار تھے ضروری　　اتبک ہوئے مانعِ حضوری
تھے وہ نہ امورِ اختیاری　　ہے اسکا گواہ ربِّ باری
مدوی کی معاف گر خطا ہو　　اکرام و نوازش عطا ہو
نیک ہمراہ چند اسامی　　ہو حاضر خدمتِ گرامی
حضرت کے قدوم سر پہ رکھے　　آنکھون پہ دل و جگر پہ رکھے
راحت ہو مری نظر کو حاصل　　آرام دل و جگر کو حاصل
تحریر پسر کی ہاتھ آئی　　مان باپ نے جانِ تازہ پائی
واپس ہوئی گم شدہ بصارت　　آئی تنِ ناتوان مین طاقت
بیٹے کو خوشی خوشی بولایا　　رو رو کر اُسے گلے لگایا
پوتون کو بھی سینہ سے لگا کر　　پہلو مین مثالِ دل بٹھا کر
مِن عَن سُنی سرگزشت ساری　　بولے ترا شکر ربِّ باری
کھوئے ہوئے کو جو آملایا　　زندہ اُسے ہمکو پھر دکھایا
شکر یہ کا پھر پڑھا دوگانہ　　شکر اُسکا خالقِ یگانہ
جا نین دل و جان سے فدا کین　　مانی ہوئی منتین ادا کین
قفلون کو خزانہ سے اُٹھایا　　اللہ کی راہ مین لٹایا
نذرین ہوئین جملہ اور نیازین　　مسجد مین پڑھی گئین نمازین

بر پا ہوئین محفلین طرب کی | بر آئی دلی مراد سب کی
یارب یہی شکل تیرے داری | بر آئے مرادِ دل ہماری
اوقات بسر ہو شادمانہ | محفوظِ حوادثِ زمانہ
اے عالم اے علیم و دانا | اے قادر و اے قوی توانا
بر نہج حسن طریق شایان | پہنچائی یہہ مثنوی بپایان
مانع ہوئی کوئی شئے نہ حاجب | شکر یہ ہے تیرا مجکو واجب
الشکر لخالق البرایا | والحمد لواہب العطایا
دی جس نے قلم کو تر زبانی | انسان کو عطا کی خوش بیانی
رونق کی زبان سے دہن کی | تعلیم طریقۂ سخن کی
ہان اے سخن آفرین خداداد | کوئی نہین جو سخن کی دیوے داد
وہ کی ہے فلک نے حقہ بازی | مفقود ہوئی سخن نوازی
کس وقت تو واردِ جہان ہے | جب قدرِ سخن نہ قدردان ہے
اب ہے جو زمانہ سفلہ پرور | باقی نہ رہا کوئی سخنور
ہر بیت پر اشرفی کہان اب | باحوصلہ لوگ وہ گئے سب
ایسا تو نہین کوئی بظاہر | ہر شعر پہ دے زر و جواہر
ہے کوئی جو بیل بار زر دے | منھ موتیون سے سخن کا بھر دے
ہے حوصلہ پست پست ہمت | ہے فیض حیا نہ ہے مروت
زر کیسا نہین ہین داد دیتے | دینے کا نہین ہین نام لیتے
کینہ بھی ہے رشک بھی حسد بھی | انصاف سے ہے تہی جسد بھی

اشعار یہ مدحیہ سُنا کر | کہتے ہین مذاق سے بنا کر
حاضر دل و جان تو ہین سرِ دست | زر کی طلبی نہین وہ دینا است
دل نے کہا میرے مجھسے خاموش | یہہ طیش بجا نہین نہ یہ جوش
یہہ قول بھی ہے غلط سراسر | عقل اس کو کرے کبھی نہ باور
جب تک ہے دکن کا شاہِ عالی | دنیا نہین قدر دان سے خالی
بیمثل ہے بخشش و عطا مین | بے شبہ ہے جود مین سخا مین
وہ ہے بزمانہ شاہِ عادل | وہ ہے بجہان خدیوِ باذل
خود وہ ہے سخنور و سخن فہم | ہین اُس کے صفات خارج از وہم
مخدوم و معظم برایا | بحر کرم و یم عطایا ہو
دریا دل و یم نوال ہے وہ | اس وصف مین بیمثال ہے وہ
ہے حاضرِ آستان خدائی | کر تو بھی مقدر آزمائی
شاہا یہہ ہے ہدیۂ محقر | لایا ہے پیشکش ہے احقر
تشریفِ قبول گر عطا ہو | ممتاز یہ جہان یہہ بینوا ہو
منصب سے یہہ سرفراز ہو جائے | ہم جنسون مین بے نیاز ہو جائے
ہے داغ کی جا نہ داد خالی | ہو داد[1] کے نام پر بحالی

[1] مصنف کا نام خدا داد ہے عزیز و اقارب دوست و احباب محبت و اختصار کی راہ سے صرف داد کہتے ہین اس موقع پر داغ کی رعایت اور مناسبت سے استعمال ہوا۔

تبارِیخ پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۲ھ باتمام رسید

نکته سنج و موشگاف و نغز گو — در سخن هرکس ندارد این نظیر

فیض فو آتش گلشن معنی دمید — آب چشمه [illegible] سلیم

صنعت ایجاد طبعش لاجواب — انوری را [illegible]

طرز او در صنعت و ترکیب نظم — مینماید قدرت رب قدیر

چون ز کلکش مثنوی آمد پدید — بر فلاک [illegible]

بیت او ابیات ابروے بتان — اختران باشند مردم چشم خیر

حرف را هر دایره خورشید وش — شعر او روشن تر از ماه منیر

جوهر معنے ز لفظش آشکار — جلوه گر در آئینه مهر منیر

صد هزاران آفرین بر مثنوی — در وجود آفرینش بے نظیر

مثنوی این است یا رشک ارم — نزهت او دلربا و دلپذیر

چون حزین در فکر سال او شدم — گفت هاتف - این کلام بے نظیر
١٣١٩ھ

## قطعهٔ تاریخ طبعزاد محمد حسین صاحب بلیغ لکھنوی

مرکب باد صبا مانند گل تر ساخته — بوئے عطری کو بکودم ساز عنبر ساخته

آب و تاب حسن دلبر رنگ گوهر ساخته — در هوائے او دل شوریده مضطر ساخته

شیرین و فرهاد عشق لیلی مجنون گذشت — در جواب او جمال گل صنوبر ساخته

شاعر معجز رقم مشهور مرزا لکھنوی — سخنے عشق صنوبر سلک گوهر ساخته

قدر گوهر شب بداند یا بداند جوهری — ذرهٔ عشق صنوبر مهر انور ساخته

قطرهٔ خون جگر آید دم فکر سخن — گوهر نایاب معنی چون سخنور ساخته

فاش چون گردید راز دلبر غنا بلیغ — قصهٔ گل با صنوبر مهر انور ساخته
١٣٢٢

# صحت نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | ۱۰ | مصرع اول: خاتم، مصرع ثانی: خاتم | خاتم خاتم | ۳۲ | ۱۸ | اسرار | اسرار |
| ۴ | ۱۶ | امید | اسید | ۴۲ | ۱۸ | صلا | صلہ |
| ۵ | ۷ | قمر | قمر | ۴۳ | ۱۳ | لیلا | لیلےٰ |
| ۵ | ۱۶ | گیسو ، تیون | گیسوے ، تیون | ۴۴ | ۱۵ | تیوڑی | تیوری |
| ۶ | ۱۶ | کدر | کدر | ۴۷ | ۱۷ | سایا مصرعہ ۲ اول | سایہ مصرعہ اول |
| ۹ | ۱۳ | شہ | شاہ | ۵۳ | ۱۵ | درد | درد |
| 〃 | 〃 | اولوالامر | اولے الامر | ۵۴ | ۶ | چہار | بہار |
| ۱۶ | ۱۱ | بیخود | بیخود | 〃 | ۱۵ | کشمکس | کشمکش |
| ۱۹ | ۵ | شعلۂ | شعلہ | ۵۹ | ۱ | پیچان | پہچان |
| 〃 | ۱۰ | باغ سے | باغ اس سے | ۶۲ | ۱۵ | کیے | کیجے |
| 〃 | ۱۹ | پیچان | پہچان | ۶۳ | ۳ | لے | لئے |
| ۲۳ | ۷ | زلربا | زلزلہ پا | ۶۹ | ۵ | زینت | زینت |
| ۲۵ | ۱۳ | جلوہ زیر | جلوہ ریز | ۷۲ | ۸ | دلبہ | دلبر |
| ۲۶ | ۴ | دیا سنے ارادہ | دیا اس نے ارادہ | 〃 | 〃 | گیا | کیا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۷ | ۱۷ | طوق | طوق | ۱۳۱ | ۳ | پاررر | پار |
| ،، | ۱۹ | کی بو | کی جو | ،، | ۷ | نشکل | شکل |
| ۸ | ۱۷ | زلف | زلف | ۱۳۲ | ۱۰ | مسلا | صلہ |
| ۸ | ۲ | آنکھوں | آنکھون | ۱۳۳ | ۱۸ | نفن | نفس |
| ۹ | ۱۰ | پن | چمن | ۱۳۶ | ۱۲ | لیلا | لیلے |
| ۱۰ | ۴ | مہوسان | مہوشان | ۱۴۳ | ۱۳ | وخت | وخت |
| ۱۰ | ۱۷ | نیسر | میسر | ۱۴۴ | ۵ | شالی | شافی |
| ۱۰ | ۱۲ | جنجر | خنجر | ۱۴۵ | ۷ | لے | سے |
| ۱۲۰ | ۴ | سرپہ | سرپہ | ۱۴۸ | ۱۷ | اامل | انامل |
| ،، | ۹ | حسب | حسب | | | | |
| ،، | ۱۷ | کھیلا | کھیلا | | | | |